عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۴ تا ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۸ تا ۱۵ اگست ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۳۰

بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجیے

حج بیت اللہ

حجاج کرام سے چند شکایتیں

عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

تاریخی پس منظر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

مقروض کو کتنی مہلت دی جائے

درج ذیل سوال کا جواب درکار ہے:

س:... میں اپنے بھائی سے مبلغ ۱۶ لاکھ ۲۰ ہزار کی رقم میں سے تقریباً ۱۳ لاکھ روپے وصول کر چکا ہوں اور بقایا جات کے لئے مزید کتنی مہلت دوں؟ کیا سختی سے تقاضا کر سکتا ہوں؟

ج:...... اگر آپ کا بھائی (مقروض) قرضہ کی ادائیگی کی استطاعت رکھتا ہے تو اس سے مطالبہ کرنا اور ادائیگی کے لئے مطالبہ میں مزید سختی دکھانا بھی جائز ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''عن ابی ھریرۃؓ ان رجلاً تقاضی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاغلظ لہ فھم اصحابہ فقال دعوہ فان لصاحب الحق مقالاً واشتروا بعیراً فاعطوہ اباہ قالو الا نجد الا افضل من سنہ قال اشتروہ فاعطوہ فان خیرکم احسنکم قضاء متفق علیہ۔''

(مشکوۃ، ص:۱/۲۵۱، باب الافلاس والانظار)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اونٹ کا تقاضا کیا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بطور قرض لیا تھا) اور تقاضا بھی بڑی سخت کلامی کے ساتھ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے جب اس کو اس سخت کلامی (اور آدابِ نبوت کے خلاف اس کی حرکت پر) سزا دینی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسے کچھ نہ کہو، کیونکہ جس کا حق ہے اسے کہنے کا اختیار ہے، البتہ ایسا کرو کہ ایک اونٹ خرید کر اسے دے دو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس نے آپ کو (بطور قرض جو اونٹ دیا تھا) اس کی عمر کا کوئی اونٹ نہیں مل رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ عمر کا مل رہا ہے، آپ نے فرمایا (جو اونٹ تمہیں مل رہا ہے) اسی کو خرید لو (اگرچہ وہ اس کے اونٹ کی بہ نسبت بڑا اور اچھا ہے) اور اسے دے دو، یاد رکھو، تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔'' صاحب ''مظاہر حق'' اس حدیث کی ذیل میں لکھتے ہیں: ابن ملک فرماتے ہیں کہ یہاں ''حق'' سے مراد قرض ہے یعنی اگر کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور قرض دار ادائیگی قرض میں تاخیر کرے تو قرض خواہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ تقاضا کرے، اس پر اظہار ناراضگی کرے اور اگر وہ پھر بھی قرض ادا نہ کرے تو حاکم وعدالت کی طرف رجوع کرے۔

(مظاہر حق جدید، ص:۱۲۶، ج:۳، باب الافلاس)

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری　　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی　　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵　　۱۱تا۱۷/ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۵تا۲۱/اگست ۲۰۱۶ء　　شمارہ:۳۰

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ترکی کی نئی تاریخ میں ہمارے لئے سبق	۵	محمد اعجاز مصطفی
بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجئے!	۷	مفتی تنظیم عالم قاسمی
حج بیت اللہ... حجاج کرام سے چند شکایتیں	۱۱	مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈا	۱۳	ڈاکٹر شبیر الدین علویؒ
اولاد کی ظاہری و باطنی تربیت	۱۴	مولانا محمد شفیق الرحمن علوی
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم... پس منظر	۱۷	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی اسفار	۲۱	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار	۲۴	حافظ عبیداللہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

احادیث مقدسہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

شرک اور الحاد

۱۰:...... حضرت انسؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، میں صرف وہ چیز قبول کرتا ہوں جو میری ہی ذات کے لئے کی جائے۔ (بخاری فی تاریخہ)

۱۱:...... حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ قیامت میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ایسی حالت میں ملاقات کریں گے کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا۔ حضرت ابراہیم اس سے فرمائیں گے: میں تجھ سے نہ کہتا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر، وہ جواب میں کہے گا: آج سے میں تیری نافرمانی نہ کروں گا۔ حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو نے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھ کو قیامت کے دن رسوا نہ کروں گا اور اس سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہوگی جو میرے اس باپ کی وجہ سے جو خدا کی رحمت سے محروم ہے ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابراہیم! میں جنت کو کافروں کے لئے حرام کرچکا ہوں پھر ارشاد ہوگا: اے ابراہیم! اپنے پاؤں کے نیچے دیکھو، حضرت ابراہیم جب دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان کا باپ ایک کیچڑ میں لتھڑا ہوا بجّو ہے جس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جارہا ہے۔ (بخاری)

شرک اور غیر اللہ کی پرستش ایسی بُری چیز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی دوزخ سے نہ بچ سکے۔

۱۲:...... حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: تیری امت کے لوگ ہر ایک بات میں بحث مباحثہ کرتے رہیں گے کہ یہ کیوں ہوا اور کیسے ہوا اور یہ کیونکر ہوا، یہاں تک کہ یہ بھی کہا جائے گا کہ اچھا صاحب یہ اللہ تعالیٰ نے تو تمام خلق اور کائنات کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ تیری امت میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو میری ذات کو اپنی بحث اور مناظرہ کا موضوع بنائیں گے اور میری ذات میں مختلف شکوک وشبہات پیدا کریں گے جیسے ملحد، دہریے اور خدا کے منکر۔

۱۳:...... حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے مجھ کو جھٹلایا، حالانکہ اس کو یہ لائق نہیں اور مجھ کو بُرا کہا، حالانکہ آدم کی اولاد کو یہ لائق نہیں، میری تکذیب تو یہ ہے کہ ابن آدم کہتا ہے کہ میں نے جس طرح پہلی مرتبہ اس کو پیدا کیا ہے دوبارہ ہرگز نہ پیدا کروں گا، حالانکہ دوسری مرتبہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ کے پیدا کرنے سے مجھ پر زیادہ مشکل نہیں اور اس کا بُرا کہنا یہ ہے کہ وہ میرے لئے اولاد ثابت کرتا ہے، حالانکہ میں ایسا یکتا اور بے نیاز ہوں کہ نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا اور نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے اور نہ کفو ہے۔ (بخاری)

نماز

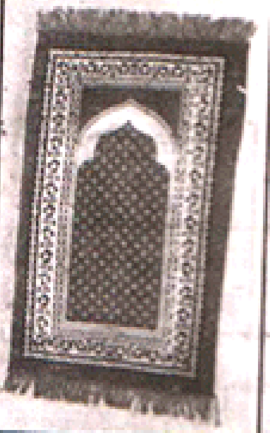

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

مسائل طہارت

س:...... قضائے حاجت کے لئے کیا شریعت نے کچھ آداب اور طریقے بتلائے ہیں؟

ج:...... جی ہاں! شریعت نے قضائے حاجت کے لئے اپنے ماننے والوں کو مندرجہ ذیل طریقوں اور آداب کی تعلیم دی ہے:

(۱) گھروں وغیرہ میں بیت الخلا (استنجا خانے) اس طرح بنائے جائیں کہ قضائے حاجت کے لئے استعمال کرتے وقت استعمال کرنے والے کا منہ یا پیٹھ قبلے کے رُخ پر نہ ہو (اگر کسی جگہ قبلہ رُخ بن گئے ہوں تو ان کے رُخ تبدیل کرالئے جائیں)۔

(۲) بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے بیت الخلا میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لی جائے، دعا یہ ہے: ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ“... اے اللہ! میں خبیث (ناپاک) مردوں، خبیث عورتوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں....

(۳) اس دعا کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھ لے اس طرح شیاطین کی نگاہوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

(۴) اگر بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا بھول جائیں تو داخل ہونے کے بعد زبان سے نہ پڑھیں۔ زبان ہلائے بغیر دل میں پڑھ لیں۔

(۵) بیت الخلا میں سَر ڈھانپ کر جانا ہی مناسب ہے۔

(۶) بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے الٹا پاؤں داخل کریں۔

(۷) بیت الخلا کے اندر قرآن، ذکر، تسبیح، درود شریف وغیرہ نہ پڑھیں۔

(۸) انگوٹھی پر اللہ یا نبی کا نام ہو تو اسے باہر اتار کر جائیں۔

(۹) بیت الخلا کے استعمال کے وقت کسی سے باتیں کرنا بھی نامناسب ہے۔

(۱۰) بیت الخلا کا استعمال بیٹھ کر کریں بغیر عذر کے کھڑے کھڑے پیشاب، پاخانہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۱۱) فارغ ہونے میں جلد بازی نہ کریں، اطمینان سے فارغ ہوں تاکہ پیشاب کے تمام قطرات نکل جائیں اور پاخانہ نکلنے کا مزید امکان نہ رہے۔

(۱۲) اطمینان کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں ہے جس طرح انسان کی طبیعت مطمئن ہوسکے وہی طریقہ اپنایا جاسکتا ہے۔

(۱۳) مکمل فارغ ہونے کے بعد استنجا شروع کریں اور استنجے کے لئے اُلٹا ہاتھ استعمال کریں، بغیر عذر کے سیدھا ہاتھ استعمال کرنا جائز نہیں۔

(جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ترکی کی نئی تاریخ میں ہمارے لئے سبق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

ملکوں، قوموں اور اداروں میں انقلابات ایک دو دن کی تیاریوں اور کسی فوری حکم اور فیصلے کی بنیاد پر نہیں آتے، بلکہ در پردہ اس کے پیچھے ایک مستقل محنت، مسلسل تیاری اور بڑی حکمت عملی سے ذہن سازی اور افراد سازی کارفرما ہوتی ہے۔

ترکی میں موجودہ صدر جناب طیب اردگان نے اپنی عوام میں جو یہ مقبولیت اور مقام بنایا اور پایا ہے، وہ کسی ایک دو دن کی محنت اور دو چار عوامی کاموں کی بنا پر نہیں، بلکہ اس کے پیچھے ان کی زندگی کا ایک قیمتی حصہ لگا اور صرف ہوا ہے۔ ان کے حالات پڑھیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ آدمی کن کن حالات سے گزرا ہے، کیا کیا ان پر مشکلات آئیں، کتنا انہوں نے دین، ملک اور قوم کے لئے صعوبتیں اٹھائیں اور اپنا راستہ بنانے کے لئے انہوں نے کیا کیا حکمت عملیاں اپنائیں۔

ہار جیت سیاست کا ایک حصہ ہے، لیکن وہ ہار ہار نہیں رہتی جب ان دنوں میں آدمی تنہائی میں بیٹھ کر اس ہار کے اسباب اور آگے بڑھنے کے امکانات پر غور وفکر کرکے اپنی پالیسیاں بناتا اور ان کو بروئے کار لانے کے طریقوں کو متعین کرتا ہے۔ یہی طریقہ جناب طیب اردگان نے اختیار کیا۔ پہلے انتخاب میں ہار گئے۔ انہوں نے اپنا رُخ اور توجہ قوم کی طرف مبذول کی، دینی اعتبار سے گھر گھر جا کر ان کی ذہن سازی کی، جوانوں میں اپنی فکر منتقل کرنے کے لئے جوانوں کی جماعتیں بنائیں، بچوں کی ذہن سازی کے لئے بچوں کی جماعتیں بنائیں، خواتین کے لئے خواتین کی جماعتیں بنائیں، اپنے خرچ، اپنے اوقات اور اپنی ذات سے اس دینی اور جماعتی کام کو آگے بڑھایا، تب جا کر وہ استنبول (اسلام بول) کے میئر بنے، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے چیلنج سمجھ کر اپنے ملک اور قوم کی خدمت کو عبادت کا درجہ دیتے ہوئے انہوں نے وہ وہ کام کر دکھائے جو ترکی قوم کے وہم وگمان میں بھی نہ تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پالیسی ایسی اپنائی کہ کہیں ترکی کے سیکولر نظام سے ٹکراؤ بھی نہ ہو، فوج سے مڈبھیڑ بھی نہ ہو، جس سیاسی پارٹی سے سیاست کا آغاز کیا، کچھ عرصے بعد اس پر پابندی لگنے اور بعد میں اسلامی ناموں پر مشتمل ”سعادت“ اور ”فضیلت“ جیسی پارٹیوں پر پابندی لگنے کی وجہ سے اپنی نئی پارٹی بنائی اور اس کا نام ”جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی“ (انصاف اور ترقی پارٹی) رکھا، تاکہ نام کی وجہ سے سیکولر لابیوں کو اس جماعت پر پابندی لگانے کا موقع نہ ملے۔ لیکن ترکی قوم کے شاعر ضیا غوک الپ کے ان اشعار کے بار بار پڑھنے سے اپنی عوام کی ذہن سازی اسلامی نمونہ پر کر رہے تھے، جس کو آپ کی قوم بخوبی سمجھ رہی تھی۔ اردو میں ان اشعار کا ترجمہ ہے:

مساجد ہماری بیرکیں ہیں اور گنبد ہمارے ہیلمٹ ہیں
مینار ہمارے حراب (نیزے) ہیں اور نمازی ہمارے لشکر ہیں
اور یہ وہ مقدس فوج ہے جو اپنے دین کی حفاظت کرتی ہے

ترکی قوم چونکہ اصلاً مسلمان ہیں اور ساڑھے چھ سو سال تک ان میں خلافت عثمانیہ رہی ہے، جس کو مغربی کفار نے اپنی سازشوں اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ملیامیٹ کر دیا ہے، اپنی اصل شناخت کو واپس لانے کے لئے وہ ایک عرصے سے اپنے کسی نجات دہندہ کے انتظار میں تھے، جو ان کو اپنی خاص حکمت عملی سے ان سیکولر جکڑ بندیوں سے دھیرے دھیرے نکالے جناب طیب اردگان کی صورت میں ان کو ایک راہنما ملا ہے، اس لئے وہ جان دے کر بھی اس کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں۔

اور دوسری طرف جن لوگوں نے بغاوت کی وہ کون لوگ ہیں: اس سے بھی موجودہ حالات اور واقعات پردہ اٹھاتے ہیں کہ: ایک شخص جو مذہبی ہے، صوفی ازم کا نعرہ لگاتا ہے، دنیا بھر میں اس کے اسکول قائم ہیں، وہ اپنے ان اسکولوں میں اشرافیہ کے لوگوں کو لیتا ہے، مغربی تہذیب میں ان کو پروان چڑھاتا ہے، تعلیم کے دوران امریکا اور اسرائیل کے لئے ان کی ذہن سازی کرتا ہے اور پھر انہیں اعلیٰ عہدوں میں بھرتی کرا کر امریکا اور اسرائیل کے خفیہ مقاصد کے لئے ان کو استعمال کرتا ہے۔

آج دنیا بھر میں اس کے ادارے ہیں، اسرائیل میں بھی ان کے ادارے ہیں، لیکن فلسطین کے مسلمانوں کی بہتری کے لئے اس نے ایک اسکول بھی نہیں

کھولا۔ترکی میں اس حالیہ بغاوت میں بھی وہی لوگ زیادہ استعمال ہوئے جن کو اس نے بڑی ہنر مندی سے،فوج،اسکولوں،کالجز و یونیورسٹیز اور عدالتوں میں بھرتی کرایا تھا۔اس سے پہلے بھی جناب طیب اردگان،ان کی اولاد اور ان کے ساتھیوں کے بارہ میں انہی لوگوں نے جھوٹے اسکینڈلز گھڑے اور ان کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ بغاوت کا جواز بنایا گیا۔بہر حال اس سے ہم پاکستانیوں کے لئے کیا سبق ہے وہ مزید روزنامہ جنگ کی اس خبر میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں:

”اسلام آباد(انصار عباسی)ترکوں نے اپنی تاریخ دوبارہ رقم کردی۔جمعہ کی شب فوجی بغاوت کے چند گھنٹوں کے اندر اندر انہوں نے یہ ثابت کردیا کہ گولی اور بندوق کو چاہے دھوکے باز عالمی قوتوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہو،تب بھی وہ عوام کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔استنبول میں رونما ہونے والے حالیہ واقعات کا پاکستان میں فوری اثر پڑا کہ یہاں جو لوگ فوجی مداخلت کی دعوتیں دے رہے تھے،وہ شدید مایوسی اور افسردگی کا شکار ہوگئے۔بعض لوگ تو ایسے بھی تھے جو یہ سمجھ بیٹھے کہ اردگان تو تاریخ بن چکے،انہیں تو توقع تھی کہ اسلام آباد میں بھی استنبول کی کہانی دہرائی جائے گی لیکن پھر پیش آنے والے ان ناقابل یقین حالات سے جلد ہی انہیں مایوسی اور افسوس کا سامنا کرنا پڑا،جنہوں نے ترکی کی تاریخ کا دھارا بدل دیا۔پاکستان کی طرح ترکی میں بھی کئی بار فوج بغاوت کرکے اقتدار پر قبضہ جما چکی ہے۔ترکی میں ناکام فوجی بغاوت ایسے وقت ہوئی جب پاکستان میں بعض نام نہاد غیر سیاسی عناصر نے ملک کے مختلف حصوں میں بینر لگائے ہیں جن میں آرمی چیف جنرل راحیل شریف کو فوجی بغاوت کی دعوت دی گئی ہے۔یہاں بعض میڈیا اینکرز اور کالم نگار بھی فوج سے منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کی منت سماجت کررہے ہیں۔فوج نے بارہا یقین دہانیاں کرائی ہیں کہ وہ ملک میں آئین کی بالادستی چاہتی ہے اور جمہوری عمل کی حمایت کرتی ہے،اس کے باوجود میڈیا بشمول سوشل میڈیا میں اپوزیشن اور حکمراں جماعتوں دونوں طرح کے سیاست دانوں کو بدنام کرنے کے لئے مہم چلائی گئی ہے۔بغیر کسی مصدقہ ثبوت کے ان پر کرپشن اور اختیارات کے غلط استعمال سے لے کر غداری جیسے سنگین الزامات تک لگائے گئے ہیں اور الزامات کے ساتھ ساتھ نظام کو برا بھلا کہا جارہا ہے اور جمہوری عمل کا بوریا بستر لپیٹنے کی باتیں کی جارہی ہیں۔ملک کے مختلف شہروں میں غیر معروف سیاسی جماعت،موو آن پاکستان کی جانب سے لگائے گئے یہ پوسٹرز جن میں جنرل راحیل شریف کو آجاؤ،کہا جارہا ہے،یعنی اقتدار پر قبضہ کرنے کی دعوت دی جارہی ہے،اس پر میڈیا میں بحث چھڑ گئی اور فوجی ترجمان کو باضابطہ طور پر بیان جاری کرنا پڑا کہ فوج یا اس سے منسلک کسی ادارے کا اس مہم سے کوئی تعلق نہیں۔مرکزی میڈیا میں موجود بعض معلوم افراد کو چھوڑ کر پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے ایسی مہمات کو تنقید کا نشانہ بنایا۔لیکن بے قابو سوشل میڈیا پروپیگنڈا کرنے کے لئے اور نہ صرف غیر آئینی بلکہ قانون کے تحت غداری کے زمرے میں آنے والے اقدامات کی دعوت دینے کے لئے ہنوز پسندیدہ ذریعہ بنا ہوا ہے۔مگر استنبول کے واقعات سے کم از کم فی الحال ایسی مہمات اور پروپیگنڈا کو شدید نقصان پہنچا۔تاہم بطور ایک قوم ہمیں ترکی میں پیش آئے واقعات سے سبق سیکھنا ہوگا۔سویلین حکومت اور سیاسی جماعتوں کے لئے محض جمہوریت کا راگ الاپتے رہنا کارگر نہ ہوگا۔انہیں عوام کو ڈلیور کرنا ہوگا اور کارکردگی دکھانی ہوگی جیسے طیب اردگان نے دکھائی۔یہ بنیادی طور پر ان کی کارکردگی اور عوام کی خدمت،فلاح و بہبود،اداروں کی تعمیر،انفرا اسٹرکچر کی ترقی اور اپنی متعلقہ حدود میں پیش رفت پر توجہ دینی ہوگی۔اس کے نتیجے میں ہی عوام جمہوریت کے ثمرات سے لطف اندوز ہوسکیں گے نہ کہ بعض نعرے بازی اور تقریروں کے ذریعے انہیں سبز باغ دکھائے جائیں۔قدرتی بات ہے جیسا کہ ترکی میں بھی ہوا کہ لوگ اسی وقت نظام کا دفاع کریں گے جب نظام ان کی خدمت کرے گا۔اس میں فوج کے لئے سیدھا سادہ اور دوٹوک سبق موجود ہے۔عوام فوج کی عزت بھی کریں گے جب وہ صرف اپنے کام سے جڑی رہے گی۔ترکی کی سڑکوں اور گلیوں میں عام آدمی کے ہاتھوں اپنی ہی فوج کے پٹنے اور تضحیک کرنے کے مناظر کسی بھی فوج کو اچھے نہیں لگیں گے،جو اپنے عوام سے عزت و توقیر کی مستحق ہوتی ہے۔فوجی مداخلتوں نے ہمیشہ فوج کو متنازع بنایا۔ابھی ابھی ایک دہائی پہلے جنرل مشرف کی آمریت کے اختتامی عرصے میں یہاں فوج کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ فوجی افسران کو عوام کے درمیان فوجی وردی نہ پہننے کی باضابطہ ہدایات جاری کی گئی تھیں۔مشرف کے جانے کے بعد ابتدائی طور پر جنرل (ر) اشفاق پرویز کیانی کے دور میں اور پھر موجودہ آرمی چیف جنرل راحیل شریف کی قیادت میں فوج کی عزت دوبارہ بحال ہوئی۔آج پاکستانی فوج کی بہت زیادہ عزت کی جاتی ہے،بالخصوص اس لئے کہ اس نے دہشت گردوں کے خلاف کامیاب آپریشن کیا،جو لوگ فوج کو مداخلت کی بالواسطہ یا بلاواسطہ سازشوں سے منتخب حکومت کا تختہ الٹنے کی دعوت دے رہے ہیں،وہ دراصل اپنے ذاتی مفادات کی تکمیل چاہتے ہیں۔ورنہ تو مداخلتوں سے ہمیشہ ملک اور اداروں بشمول فوج کو نقصان ہی پہنچا ہے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی،۱۷/جولائی ۲۰۱۶ء)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

بزرگوں سے اصلاحی تعلق قائم کیجئے

مفتی تنظیم عالم قاسمی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک مقصد قرآن نے تزکیہ قلب بیان کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ۔" (الجمعہ:۲)

ترجمہ: "وہی ہے وہ ذات جس نے ان پڑھوں میں انہی میں کا ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیاتوں کو پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

تزکیہ قلب دل کی پاکی کو کہا جاتا ہے یعنی انسان کے دل و دماغ کو بے حیائی اور دنیوی آلائشوں سے پاک کرکے اس میں خوف آخرت اور اللہ کی محبت پیدا کی جائے، عام طور پر انسانی نفوس کا رجحان ان چیزوں کی طرف ہوتا ہے جو شریعت کے خلاف ہیں، جن میں نفس کو لطف اور مزہ آتا ہے، ان رجحانات کو موڑ کر نفس کو رشد وہدایت اور خیر پر لگانے کی محنتوں کو تصوف وسلوک اور تزکیہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، شریعت میں تزکیے کی بڑی اہمیت ہے، اس لئے کہ اگر انسان کا دل پاک ہوجائے، سوچ وفکر قرآنی اصول کے سانچے میں ڈھل جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرہ صالح اور نیک نہ ہو، زناکاری، شراب نوشی، ظلم وزیادتی، چوری، ڈاکازنی اور ہزار طرح کے جرائم اس لئے وجود میں آتے ہیں کہ دل میں اللہ کا خوف ہے اور نہ آخرت پر یقین، خدا کی قدرت اور وجود کا تصور بلاشبہ بڑے سے بڑے گناہ کے عادی انسان کے ہاتھوں غیر مرئی ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں لگادیتا ہے، پھر وہ اس طرح سنور جاتا ہے کہ رات کے سناٹے میں بھی اس کا ذہن کسی برائی کی طرف نہیں جاتا، دولت کے خزانے میں بھی رہ کر دل میں خیانت کا تصور نہیں آتا، بے حیائی کے تمام اسباب و وسائل موجود ہوں پھر بھی طبیعت اس پر آمادہ نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے تزکیہ قلب پر بڑا زور دیا ہے۔ سورۂ اعلیٰ آیت ۱۴ میں ارشاد فرمایا گیا:

"قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی"... تحقیق کہ وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنا تزکیہ کیا... یہی مفہوم سورۂ شمس آیت:۹،۱۰ میں ان کلمات میں بیان کیا گیا: "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا"

"... بلاشبہ وہ آدمی کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو سنوارا اور ناکام ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا یعنی خواہشات نفس کی پیروی کی... ان دونوں آیات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی اور فوز و صلاح تزکیہ قلب کے ساتھ مربوط ہے، دل پاک و صاف ہے تو اخروی نعمتیں استقبال کریں گی، دنیا میں سکون واطمینان، رعب ودبدبہ، عزت اور بلند مقام تو حاصل ہوگا ہی اس کے ساتھ جنت کی ابدی راحت رساں چیزیں سامنے حاضر ہوں گی، وہ جب اور جس طرح چاہے گا کھائے گا اور مزے لے گا، اللہ کی رضا مندی اس کو مکمل طور پر حاصل ہوگی۔

عرب قوم جس کے درمیان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، پلے، بڑھے اور جوان ہوئے یقیناً وہ ایک خونخوار اور جنگجو قوم تھی، تہذیب و تمدن سے نابلد، برائیوں کے خوگر ومعرفت الٰہی سے کوسوں دور اور طبیعت کے اعتبار سے انتہائی سخت اجڈ اور گنوار تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم نے ان کو ایسا بدلا کہ ساری دنیا کے لئے وہ ہدایت کے چراغ بن گئے، جو پہلے گنوار تھے مہذب بن گئے، مشرک تھے موحد ہوگئے، سخت تھے نرم ہوگئے، جو پہلے بے حیثیت تھے وہ دنیا کے امام بن گئے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیقیت کا مقام نہ ملتا اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب نہ ہوتی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنی اور ذوالنورین (دو روشنی والے)

> ہمارے لئے آج
> جنید بغدادیؒ وہ صلحا ہیں جن کی صحبت
> سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی
> فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اعمال
> واخلاق درست ہونے لگے اس سے سمجھ لینا
> چاہئے کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس کی صحبت سے
> مجھے ضرور فائدہ ہوگا اور ایسے لوگوں
> کی آج بھی کمی نہیں

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیر خدا کا خطاب اور اعزاز رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور محبت کا اثر ہے، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عرب کے باہر سے تشریف لائے، کوئی تعارف اور شناسائی نہیں، پہلے غلام تھے لیکن اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وصحبت نے انہیں وہ مقام عطا کیا کہ تمام مسلمانوں کے وہ چہیتے اور سردار بن گئے۔ بقول کسی شاعر:

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی مجالس اور صحبت میں وہ تاثیر پائی جاتی ہے جس سے سخت سے سخت انسان کا دل بھی موم بن جاتا ہے، اللہ کا خوف اور آخرت کی تڑپ پیدا ہوتی ہے، انسانوں کے اندر تکبر ہے، حسد ہے، بغض ہے، حُب دنیا ہے، آخرت سے بے فکری ہے، گناہوں سے دلچسپی ہے، اس طرح کے تمام گندے اوصاف شیطانوں کے مکر وفریب اور ان کے بہکاوے سے پیدا ہوتے ہیں، صلحا اور بزرگانِ دین مدتوں ریاضت سے جن کے نفوس منجھے ہوئے ہوتے ہیں، وہ شیطان کے مکر وفریب کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان بزرگوں کی صحبت جو اختیار کرتا ہے اور ان کے توسط سے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے یہ نفوسِ قدسیہ ان کو شیطان اور نفس سے بچنے کی تدبیریں بتاتے ہیں، اگر ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے تو بہت جلد نفس کے عیوب اور رذائل کا ازالہ ہوجاتا ہے اور ان کی فیضِ صحبت سے انسان اخلاقِ فاضلہ، معرفتِ الٰہی، خوفِ خدا، آخرت کی طرف رغبت کی صفات سے متصف ہوتا ہے، پھر وہ کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی قوتِ گرفت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے اس کو صوفیا کی اصطلاح میں تصوف وسلوک کہا جاتا ہے۔

تصوف وسلوک اور تزکیہ قلب دونوں ایک چیز ہے، جب دل پاک ہوگا تو خود بخود اللہ کی طرف میلان بڑھے گا، خدا سے قرب دل کی صالحیت پر موقوف ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے کسی نے پوچھا کہ یہ تصوف کیا بلا ہے؟ حضرت نے فرمایا: اس کی ابتدا ''انما الاعمال بالنیات'' (اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے) سے اور انتہا ''ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ'' (اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو) پر ہے، بظاہر یہ صرف دو جملے ہیں مگر تصوف وسلوک کا خلاصہ اس میں بیان کردیا گیا ہے۔ یعنی انسان ہزار عمل کرے، اگر نیت درست نہیں ہے تو کوئی بھی عمل مفید نہیں، اس لئے تصوف کے طالب علم کو سب سے پہلے تصحیح نیت کی ترغیب دی جاتی ہے، یہاں سے اس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے، جب نیت درست ہوگئی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول شروع ہوجاتا ہے، معرفتِ الٰہی کا یہ راستہ انسان کو اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے کہ عبادت کرتے ہوئے معبود کو گویا وہ اپنی نظروں سے دیکھ رہا ہے، کسی کو جب یہ مقام حاصل ہوجائے تو پھر اس کی شرافت وسعادت کا کیا کہنا، تصوف کا مقصود اصلی شریعت پر چلنا ہے، شریعت کو چھوڑ کر طریقت کی کوئی حیثیت نہیں، حضرات مشائخ نے جو اصلاحِ نفس کے لئے کچھ تدبیریں اور طریقے تجویز کئے ہیں وہ یہ مقاصد نہیں، وسائل ہیں ان کی صحبت اور نظروں میں رہ کر آدمی کامل انسان بنتا ہے، جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور شریعت میں جو مطلوب ومقصود ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں آج مصروفیت بڑھتی جارہی ہے، وقت تنگ ہوگیا ہے، لوگوں کو اتنی فرصت نہیں کہ از خود تصوف وسلوک کی راہ پر چل کر کامیابی حاصل کریں، یہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ اہل دل علماء، صلحا اور اولیاء اللہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے، ان کی رہنمائی اور قرآن وسنت کی روشنی میں دیئے گئے خطوط پر عمل آوری سے ایک شخص بہت جلد اس راہ کی مسافت کو طے کرسکتا ہے۔ جب بھی وقت ملے فرصت پاکر بزرگانِ دین کی مجالس سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اللہ کے ولی کا اللہ سے بڑا قرب ہوتا ہے، ان کے مجاہدہ وریاضت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مجالس، صحبت اور نظروں میں تاثیر رکھی ہے، جو محض مطالعہ، وعظ وتقریر یا مال وزر یا شخصی محنت سے حاصل نہیں ہوسکتی، مشہور شاعر اکبر الٰہ آبادی نے اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا ہے:

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

پاکستان کے مشہور عالم دین حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''آج ہمارا حال مختلف ہے، اللہ والوں کی مجلس سے ہم بھاگتے ہیں ہم جس ماحول میں رہتے ہیں وہ گناہ وعصیان کا ماحول ہے، گردوپیش سے عام انسان تو عام انسان ہے ''ولی'' بھی متاثر ہوجاتا ہے، سنیما اور گانوں کی آواز، دنیا کی فحاشی یہ سب کچھ انسان کو متاثر کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عاد وثمود کی بستی سے جب گزر ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ چھپالیا اور صحابہ کو جلدی سے گزر جانے کے لئے فرمایا، دیکھئے ماحول کا اثر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اگر اثر کا خوف نہ ہوتا تو جلدی سے کیوں گزرتے؟ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بُرے ماحول سے کٹ کر اللہ والوں کی مجلس میں بیٹھو، نورانیت پیدا ہوگی اور اچھے اثرات پڑیں گے۔'' (باقی

اُن کی یادریں گی ص:۳۵، از مولانا محمد رضوان القاسمی)

یہ واقعہ کہ انسان جس طرح کی صحبت اختیار کرتا ہے، مزاج، طبیعت، رجحان ویسے ہی بن جاتے ہیں، بزرگوں کی صحبت میں اگر کوئی مکمل بزرگی اختیار نہ بھی کرے پھر بھی کچھ دیر کے لئے ہی سہی ضرور اس کے دل میں آخرت کی فکر پیدا ہوگی، اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی محسوس ہوگی اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا، بزرگوں کی نظر میں وہ کیمیائی اثر ہے جو بہت جلد انسان کو متاثر کرتا ہے، گناہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور نیکوکاری کی رفتار عمل دو چند ہوجاتی ہے۔ حضرت مولانا حکیم محمد اخترؒ نے اس کی چار وجوہات بیان کی ہیں جو یقیناً پڑھنے کے قابل ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا: اہل اللہ کی صحبت اختیار کیجئے ان کی صحبت بابرکت سے چار وجوں سے فیض حاصل ہوتا ہے:

(۱) پہلی وجہ نقل ہے یعنی انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے نقال واقع ہوا ہے، جب آپ اہل اللہ کی صحبت میں رہیں گے اور شب و روز ان کے طریقۂ مناجات، ان کے طریقۂ فریاد ان کے آداب و اخلاق اور خدا کے حضور ان کے رونے اور گڑگڑانے اور نالۂ نیم شبی کو دیکھیں گے تو ممکن نہیں کہ آپ ان صفاتِ عالیہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ کی نقالی طبیعت یقیناً ان اعمال میں نقل کی سعی کرے گی۔

(۲) دوسری وجہ صحبت کی عام برکت ہے، اگر کوئی اہل اللہ کی صحبت میں بغیر کسی خاص ذہن و فکر کے آئے اور کوئی غرض نہ بھی ہو جب بھی وہ اس کی برکت محسوس کرے گا اور آہستہ آہستہ ان کی مقناطیسی شخصیت اپنی طرف کھینچتی رہے گی۔

(۳) تیسری وجہ معرفت ہے، یعنی ان کی صحبت سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ نفس اور شیطان سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے کس طرح مغلوب کیا جائے؟ ان کی صحبت سے اس کا فن آتا ہے، نفسانی اور شیطانی مکر و فریب سے ایک انسان خوب واقف ہوجاتا اور ان سے بچنے کی تدبیروں سے اچھی طرح آگاہ ہوجاتا ہے۔

(۴) چوتھی وجہ دعا ہے یعنی یہ جہاں ساری امت کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں خصوصیت کے ساتھ اپنے متعلقین اور مریدوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی مخلصانہ دعا بہرحال قبولیت کی تاثیر رکھتی ہے۔

ان چار وجوہ کے علاوہ مولانا رومیؒ ایک اور وجہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ دلوں میں سے دلوں میں خفیہ راستے ہوتے ہیں۔ غیر مرئی طور پر اللہ والوں کے دلوں کی ایمانی طاقت ان کے ہم نشینوں پر اثر کرتی ہے اور ان کے طاقتور یقین کا نور ان کے جلیسوں کے ضعیف اور کمزور یقین کو توانائی بخشتا اور نورانی بناتا رہتا ہے۔

مولانا رومیؒ اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دیکھو، دو چراغ ہوتے ہیں، ان کا وجود اور جسم ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے مگر فضا میں دونوں کے نور ایک ہوتے ہیں، ان میں کوئی علیحدگی نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ والے کا جسم اور تمہارا جسم تو الگ الگ ہے مگر ان کے دل کا نور تمہارے ضعیف نور کو کامل کرے گا اور درمیان میں جسم حائل نہیں ہوسکے گا۔ (باتیں ان کی یاد رہیں گی ص:۱۳۸)

لیکن واضح رہے کہ کسی بھی مرشد اور اللہ کے ولی کی صحبت سے اسی وقت فائدہ ہوسکتا ہے جبکہ استفادے کی سچی تڑپ ہو، اس کے لئے ان بزرگوں کے کڑوے کسیلے جملے بھی سننے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرنا ہوگا، طالب علم اگر معلم کی سختی برداشت نہ کرے تو علم حاصل نہیں ہوسکتا، تصوف کی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اپنے کو کسی کامل اور ماہر کے حوالے کیا، ان کی حالت ہی بدل گئی۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ جب خانقاہ تھانہ بھون میں تھے کچھ بے اصولی کی بنا پر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے حضرت خواجہ صاحب کو خانقاہ سے نکال دیا۔ ان کے اندر سچی تڑپ اور محبت تھی۔ یہ پھاٹک سے نکل کر فٹ پاتھ پر لیٹ گئے، لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو حضرت تھانویؒ نے جب نکال دیا ہے تو اب آپ اپنے گھر چلے جایئے۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو ان کی جگہ نہیں ہے یہ جگہ تو سرکاری ہے، میں یہاں سے کیوں چلا جاؤں اور ایک شعر پڑھا کرتے کہ:

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے
اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے
کہیں اُن کی کہیں میری

غرض کہ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ پر حضرت تھانوی قدس سرہ کو پھر ترس آیا کہ بے چارے کے اندر سچی طلب ہے، پھر چند ہی دنوں کے بعد جب تاج خلافت لئے ہوئے خانقاہ سے نکل رہے تھے تو یوں فرماتے ہوئے گئے:

نقش بتاں مٹایا، دکھایا جمال حق
آنکھوں کو آنکھ، دل کو میرے دل بنادیا
آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنادیا
مجذوبؔ در سے جا رہا دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنادیا

حضرت خواجہ عزیز الحسنؒ، حضرت تھانویؒ کے معتمد اور مخصوص خلفا میں سے ہیں، انہوں نے

حضرت تھانویؒ کے انتقال کے بعد تین جلدوں میں "اشرف السوانح" کے نام سے کتاب تصنیف کی، جس کو پہلی مرتبہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت تھانویؒ کی سیرت پر ہے جو ان کی سیرت پر لکھی گئی تمام کتابوں میں کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ خواجہ عزیز الحسنؒ کو یہی تڑپ تھی، اس لئے گیٹ کے باہر نکالے جانے پر بھی اپنے مرشد کا دامن نہیں چھوڑا، اگر وہ برہم ہوکر یا عزت نفس کا پاس ولحاظ رکھتے ہوئے حضرت تھانویؒ کا در چھوڑ کر چلے جاتے تو انہیں خلافت ملتی اور نہ ہی یہ اعزاز حاصل ہوتا۔

بعض لوگ یہ کہہ کر اس مسئلہ کو نظر انداز کردیتے ہیں کہ اب ویسے بزرگ کہاں جو پہلے تھے، چاہنے کے باوجود بھی اولیاء اللہ کی صحبت آج میسر نہیں، یہ سوچ سراسر شیطانی دھوکا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اولیاء اللہ اور صلحا ہر زمانے میں ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ سورۂ توبہ آیت:۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور صادقین کی صحبت اختیار کریں، اگر یہ لوگ ہر زمانے میں پیدا نہ کئے جائیں تو یہ ایسا حکم ہوا جس کی تکمیل پر انسان قادر نہیں اور ایسا حکم ایک کامل حکیم کی طرف سے نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ صادقین صلحا اور اولیاء اللہ کا وجود ہر زمانے میں رہے گا، ان کو ڈھونڈنا اور یہی تڑپ کے ذریعہ ان تک پہنچنا ہماری ذمہ داری ہے۔ مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ لیلیٰ کا جب انتقال ہوا تو مجنوں کو خبر نہیں ہوئی تھی، بعد میں قبرستان پہنچا تو ہر قبر کی مٹی سونگھتا پھر رہا تھا۔ لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھتے ہی وہ دیوانہ وار کہنے لگا: "یہی ہے، یہی ہے۔" عشق ومحبت کی بنیاد پر مٹی کی بو سونگھ کر اس نے لیلیٰ کی قبر کا پتہ لگالیا، اسی طرح اگر کسی کو یہی پیاس اور تلاش ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوشبو سونگھ کر اللہ والوں کو پہچانا جاسکتا ہے، ہاں اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ کے انحطاط کے ساتھ ولایت میں بھی انحطاط پیدا ہوا ہے، پہلے طالبین کامل تھے تو اولیاء اللہ جنید بغدادیؒ اور حسن بصریؒ کی شکل میں تھے، جب طلب صادق میں کمی آئی تو ولایت کا درجہ بھی کم ہوا، اس زمانہ میں اگر جنید بغدادی جیسا کوئی ولی ڈھونڈا جائے تو فضول ہوگا۔ ہمارے لئے آج جنید بغدادی وہ صلحا ہیں جن کی صحبت سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت، آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا کی محبت کم ہونے لگے اور اعمال واخلاق درست ہونے لگے، اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ یہ اللہ والا ہے۔ اس کی صحبت سے مجھے ضرور فائدہ ہوگا اور ایسے لوگوں کی آج بھی کمی نہیں، بعض بزرگوں نے اولیاء اللہ کی پہچان یہ بتائی ہے کہ وہ سنت رسول کے عاشق ہوں یعنی کسی کرامت کا ظہور بزرگی کے لئے لازم نہیں۔ فرائض وواجبات کے ساتھ مکمل طور پر سنت کی پابندی ولایت کو جانچنے کے لئے کافی ہے۔ بہر حال ولی کامل ہو یا ناقص ہم جیسے گناہگاروں کے لئے ان کی صحبت اور نظر کرم فائدے سے خالی نہیں۔ کاش! مسلمان دنیا داروں سے اپنی نگاہ اور توجہ کو پھیر کر اہل اللہ اور صلحا کی طرف مرکوز کردیں، ان کی صحبت اختیار کریں اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کریں کہ اس کے بغیر اصلاح ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

☆☆..........☆☆

شیخ الحدیث مفتی محمد حسن کی والدہ محترمہ کا سانحہ ارتحال

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر اور ضلع لاہور کے امیر شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن کی والدہ محترمہ گذشتہ روز انتقال کرگئیں مرحومہ کی نماز جنازہ ہلوکی رسولپورہ رائے ونڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا سید محمود میاں نے پڑھائی، جبکہ نماز جنازہ میں جامعہ مدنیہ قدیم کے مہتمم مولانا سید رشید میاں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست مولانا قاری جمیل الرحمن اختر،، نائب امیر پیر میاں رضوان نفیس، جنرل سیکرٹری قاری علیم الدین شاکر، مولانا عتیق الرحمن، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، مولانا سید ظہیر شاہ، ایم این اے رانا مبشر اقبال، ایم پی اے ملک سیف الملوک کھوکھر، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا محمد حسین، مولانا عزیز اللہ، مولانا عبداللہ مدنی سمیت مدارس کے مہتممین، علماء، طلباء اور کثیر تعداد میں علاقہ کی سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر استاذ المحدثین مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امراء مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا پیر حافظ ناصر الدین خاکوانی، مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا عزیز الرحمن ثانی اور مولانا عبدالنعیم نے مولانا مفتی محمد حسن کی والدہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحومہ ایک نیک اور صالح خاتون تھیں اللہ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، ان کی حسنات قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مفتی حسن کے غم میں برابر کی شریک ہے۔

حج بیت اللہ... چند ہدایتیں اور حجاج کرام سے چند شکایتیں

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

حج بیت اللہ الحرام مسلمانوں کے لئے یہ فریضہ ادا کرنا گوناگوں برکتوں کا ذریعہ اور حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ ہے باوجودیکہ سابقہ مشکلات ختم ہوگئیں اور بہت کچھ آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں، تاہم دور دراز کا سفر ہے، ہزاروں، لاکھوں روپے کا خرچ ہوتا ہے، اکثر لوگوں کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ جانا میسر ہوتا ہے اور اب بھی بہت کچھ مشکلات اٹھانا پڑتی ہیں، ایسی صورت میں بے حد ضروری تھا کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں انتہائی احتیاط برتیں، مسائل حج سے کامل واقفیت حاصل کریں، اسی لئے ہر زبان میں مسائل واحکام حج سے متعلق چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوچکی ہیں تاکہ شرعی قانون کے مطابق صحیح طور پر حج ادا ہوسکے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مخلوق خدا کا یہ عظیم انبوہ جو ملک کے ہر گوشے سے پہنچ رہا ہے، اکثر وبیشتر اس فریضہ کے احکام ومسائل سے بالکل بے خبر ہے، سنن ومستحبات تو درکنا فرائض وواجبات سے بھی غافل ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انتاہی نہیں کہ محظورات وممنوعات کا برابر ارتکاب ہوتا رہتا ہے بلکہ اور تمام گناہوں تک سے بچنے کا ذرہ برابر اہتمام نہیں ہوتا، نمازوں کے ادا کرنے میں تقصیر، جماعت کی پابندی میں کوتاہی، حالانکہ ایک فرض نماز بھی حج سے بدرجہا زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اگر بغیر عذر شرعی ایک نماز بھی قضا کی تو حج قبول ہونے کی توقع مشکل ہوجاتی ہے، سفر میں خصوصاً احرام باندھنے کے بعد بجائے تلبیہ کہنے اور ذکر اللہ کرنے کے عام طور پر غیبتیں کرتے ہیں، بکواس بکتے رہتے ہیں، نہ زبان پر قابو نہ نگاہ پر قابو، نہ ہاتھ پاؤں پر، بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ مسجد حرام میں بیٹھے ہیں، نماز کا انتظار ہو رہا ہے اور فضولیات بک رہے ہیں، غیبت میں مبتلا ہیں، حالانکہ زندگی کے اس عظیم مرحلے پر پہنچ کر تو تمام اوقات عبادت اور توبہ واستغفار، انابت الی اللہ سے معمور ہونے چاہئیں تاکہ اس مقدس مقامات کی برکات سے مالا مال ہوں، گناہوں سے پاک وصاف ہوکر ایسے واپس ہوں جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے ولادت ہوئی ہے دنیا میں دوبارہ آئے ہیں۔

بعض حضرات مستحبات وآداب میں تو غلو کرتے ہیں لیکن فرائض وواجبات میں تقصیر کرتے رہتے ہیں اور دور حاضر کے اکثر حجاج کو دیکھ کر تو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ شاید کسی میلہ یا تماشا کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں، عورتوں پردہ فرض ہے، مگر حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عورتیں بلکہ ۹۹ فیصد برقع پوش عورتیں بھی برقع پھینک کر بے حجاب ہوجاتی ہیں اور اس طرح ''گناہ کبیرہ'' کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف بے حجاب بلکہ بسا اوقات نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں اور افسوس اسکا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں، نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں، حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مردوں کی دھکا پیل میں جان بوجھ کر گھستی ہیں اور پستی ہیں اجنبی مردوں کے ساتھ شدید وقبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں، یہ سب حرام ہے گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج کہ جس میں اول سے آخر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہوسکے، کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا؟ ''حج مبرور'' کے لئے جزا جنت بے شک ہے، لیکن حج مبرور کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کا بیان فرمایا ہے کہ حج کرے اور اس میں کوئی بھی بے حیائی کا کام نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے، تب گناہوں سے پاک وصاف ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

پاکستان وہندوستان کی بعض عورتیں مصر وشام وغیرہ بعض ملکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں، خود بھی پردہ اٹھا دیتی ہیں اور حرم میں اس طرح آتی ہیں جیسے تمام مردان کے محرم ہیں یا وہ گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں، لیکن یہ انتہائی حماقت ہے، اگر کوئی قوم کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے گناہ جائز نہیں ہوجاتا، پھر دیکھا یہ گیا ہے کہ ان کی بے پردگی یعنی چہرہ کا کھلا ہونا ایک خاص سنجیدگی اور وقار کے ساتھ ہوتی ہے، لباس بھی ان کا سر سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے، پاؤں تک میں موزے ہوتے ہیں، پاکستانی عورتوں کا خصوصاً پنجاب وسندھ کی عورتوں کا لباس تو انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے، تمام نسوانی اعضا نمایاں ہوتے ہیں، بے محابا سینہ تان کر چلتی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کی وجہ سے معصیت وفسق ومبتلا ہوتے ہیں اور ان کے شوہر بھی

ان کی اس بے حجابی پر گناہگار ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ان کو مطلق منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں، نہ ٹوکتے ہیں یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔

ان سے بڑھ کر ایک اور عام ابتلاء یہ ہے کہ تمام عورتیں پنج وقتہ نمازوں میں مردوں کی طرح حرم میں پہنچ جاتی ہیں، باوجودیکہ عورتوں کے لئے دروازے بھی مخصوص ہیں اور نماز پڑھنے کی جگہیں بھی متعین ہیں، مگر حج کے زمانہ میں چونکہ اژدہام بے حد ہوتا ہے، مستقل جگہ پر نہیں پہنچ پاتیں تو مردوں کے درمیان صفوں میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور نماز پڑھنا شروع کردیتی ہیں۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی کی نماز اور عورتیں:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اپنے وطن میں عورتوں کو تنہا نماز گھروں میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح مکہ و مدینہ میں بھی عورتوں کے لئے نماز گھروں میں تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا افضل ہے اور مکہ و مدینہ میں نماز کا جو ثواب حرم اور مسجد نبوی کا ہے وہ ان گھروں پر پڑھنے میں اس سے زیادہ ملتا ہے جو مسجد میں مردوں کو ملتا ہے، ایسی صورت میں حرمین شریفین میں عورتوں کو نماز گھروں میں ہی پڑھنی چاہئے بالفرض کسی وقت بیت اللہ کے دیکھنے کی غرض سے یا طواف کرنے کی غرض سے مسجد حرام یا صلوٰۃ وسلام کی غرض سے مسجد نبوی میں آئیں اور نماز باجماعت پڑھ لیں تو ادا ہوجاتی ہے، بشرطیکہ مردوں کے درمیان نہ کھڑے ہوں، ایک عورت اگر مردوں کے درمیان کھڑی ہوجاتی ہے تو تین مردوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے، دائیں بائیں کے دو مردوں کی، اس کی محاذات (سیدھ) میں جو مرد کھڑا ہے اس کی بھی تینوں کی نمازیں فاسد ہوگئیں، بالفرض بغیر ارادے کے کوئی عورت اتفاقیہ طور پر عین نماز کے وقت صفوں کے درمیان پھنس جائے اور نکلنا دشوار ہوجائے یا طواف کرنے کے درمیان نماز کھڑی ہوجائے تو اس وقت اس کو خاموش بغیر نماز کے جہاں بھی ہو بیٹھ جانا چاہئے نماز کی نیت ہرگز نہ کرے، ورنہ مردوں کی نماز بھی خراب ہوگی، جب امام نماز سے فارغ ہوجائے تو پھر تنہا وہیں وہ اپنی نماز ادا کرلے، عورتوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے بھی ایسے وقت میں جانا چاہئے جب نماز کا وقت نہ ہو، اس وقت نسبتاً بھیڑ بھی کم ہوتی ہے اور اگر اتفاقاً نماز کا وقت ہوجائے تو اذان ہوتے ہی جلدی جلدی طواف پورا کرکے یا طواف درمیان میں چھوڑ دیں اور جتنے شوط (چکر) رہ گئے ہیں وہ نماز کے بعد جہاں چھوڑے تھے وہیں سے پورے کردیں یا اسی طواف کو دوبارہ کرلیں، بہرحال گناہ سے بچنا بے حد ضروری ہے اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان سب میں نماز اور بے پردگی کا مسئلہ میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ہے، بہرحال حج ایک ایسا اہم فریضہ ہے جو زندگی میں بار بار ادا کرنا بے حد مشکل ہے، اس لئے چاہئے کہ مرد یا عورتیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ بعض عورتیں اپنے ملکوں میں بھی پردہ نہیں کرتیں اور گویا مستقل طور بے پردہ رہتی ہیں، بلاشبہ یہ گناہ عظیم ہے اور ایک فرض حکم کی خلاف ورزی ہے، لیکن انہیں بھی حج بیت اللہ کے سفر میں تو چاہئے کہ اس گناہ عظیم سے بچیں تاکہ یہ فریضہ تو صحیح طریقے سے ادا ہو، آج کل بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس عورت کا کوئی محرم نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا بلکہ اگر محرم ہو بھی لیکن حج پر قادر نہ ہو یا عورت اس کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تب بھی حج فرض نہ ہوگا، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ حج بھی فرض نہ ہو اور پھر وہاں جاکر حج میں اتنی فروگزاشتیں بھی ہوں؟ جب شرعاً اس کے ذمہ حج فرض ہی نہیں ہے تو یہ حج کا سفر کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ حج بیت اللہ میں حجاج کرام سے اس قسم کی کوتاہیوں اور خلاف شرع حرکتوں کی وجہ سے روز افزوں دنیا تنزل میں جاری ہے، اگر اتنی کثرت سے حجاج کرام صحیح طور پر یہ فریضہ ادا کرتے اور ہم سب کا حج بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتا تو شاید دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا، حق تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم اور توفیق خیر نصیب فرمائیں۔

حج اور اس کے فوائد و اسرار:

حج بیت اللہ الحرام دین اسلام کا اساسی رکن اور ہر صاحب استطاعت مسلمان کا فریضہ عینی ہے، اسلام کے بنیادی امور میں اصلی جوہر اور روح عبادت ہے، ان سب صورتوں میں احکم الحاکمین کے حکم سے طریقہ عبادت اور اظہار عبدیت و عبودیت کی تعیین کی گئی ہے، اس روح کے لئے جو قالب مقرر کیا ہے وہ بھی منجانب اللہ ہے اور کسی انسانی عقل کا اس میں دخل نہیں ہے، روح اور جسد دونوں ہی وحی ربانی کا کرشمہ ہیں اور یہ دائرہ عقل اور ادراک انسانی سے ماوراء ہے جس طرح روح مامور بہ ہے اسی طرح یہ جسد اس لئے مطلوب و مقصود ہے: ''ذلک تقدیر العزیز العلیم'' لیکن عبادت و عبدیت کے طریقوں کے ماوراء عقل ہونے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ عقل و ادراک اس کے محاسن اور منافع و ثمرات کو سمجھنے سے قاصر ہے، نماز ہو یا روزہ، زکوٰۃ ہو یا حج جہاں تک عقل کی رسائی ہے ان کے اسرار و حکم کی طرف جو رہنمائی ہوتی ہے وہ بجائے خود حیرت انگیز ہے۔

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ می دارد
برنگ ارباب صورت را بہ بوار باب معنیٰ را

نماز اور خصوصاً با جماعت اور اذان و اقامت میں وقت کی پابندی کے ذریعہ امت محمدیہ میں ایک خاص نظم و نسق کے ساتھ کیسے کیسے فوائد و برکات کا نظام قائم کیا گیا ہے، روزہ میں ضبط نفس اور پاکیزگی روح کی کیسی نتیجہ خیز اور اثر انگیز تدبیریں کارفرما ہیں، زکوٰۃ میں فقراء و مساکین کی حاجات و ضروریات کی تکمیل کے لئے کیسا عجیب نظم پیدا کیا گیا ہے، اسی طرح حج بیت اللہ میں اصلاح نفس اور اجتماعی تعاون کی تدبیریں، تربیت خلائق اور ہدایت عالم کی مصلحتیں مضمر ہیں، تعظیم شعائر اللہ اور تجلیات الٰہیہ کے مرکز بیت اللہ کے طواف میں مشاعر مقدسہ کی تعظیم و تقدیس اور عرفات کے روح پرور اجتماع میں اسرار و حکم کے جو رموز ہیں ان کے غور و فکر میں عقل حیران ہے۔

حج کے اس بے مثال عالمی اجتماع میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے امت مسلمہ کے افراد جمع ہوتے ہیں، یہ عالمی اجتماع جن ہمہ گیر اجتماعی مصالح و منافع کا ذریعہ بن سکتا ہے وہ بالکل ظاہر ہیں، اسلام کا یہ دینی نظام اتنا محیر العقول ہے کہ تہذیب و ترقی کی مدعی قومیں اور کوئی مذہب و ملت اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتی، قرآن کریم کی دو آیتوں میں انہیں اسرار و حکم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

''ومن یعظم شعائر اللہ فانها من
تقوی القلوب'' (الحج:۳۲)

ترجمہ:''اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں کا تقویٰ ہے۔''

''لیشهدوا منافع لهم۔''(الحج:۲۸)

ترجمہ:''تاکہ وہ اپنے منافع (اور فوائد) کو دیکھ لیں (حاصل کرلیں)۔''

☆☆..........☆☆

دینی مدارس کے خلاف مذموم پروپیگنڈا

اکثر اخبارات میں خصوصاً انگریزی اخبارات اور رسالوں میں یہ بے بنیاد اور مذموم پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ دینی مدارس میں طلبا کو جنگ و جدال سکھایا جاتا ہے، اس لئے ان مدارس کو بند کردیا جائے یا پھر حکومت ان کو اپنی تحویل میں لے کر انہیں عام اسکول و کالج کے طرز پر چلائے، جب کہ ان دینی مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی ہے اور اس کا مقصد طلبا کو بہترین انسان بنانا ہوتا ہے۔ نتیجتاً ان مدارس سے فارغ التحصیل طلبا میں حسب استعداد قناعت و کفایت شعاری، ایثار و توکل، جرأت و شجاعت، خدا ترسی و خدا خوفی، دین داری و رواداری اور دین کی سربلندی کے لئے قربانی کے جذبات اور تحریک نشو و نما پاتی ہے۔

بحمد اللہ! ان دینی مدارس میں عام کالج و یونیورسٹیوں کے مقابلہ میں نہ تو الیکشن کے فسادات ہوتے ہیں، نہ اساتذہ کو طلبا مارتے ہیں، نہ ہی لمبی لمبی ہڑتالیں ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کے ہاسٹل سے مسلح افراد گرفتار ہوتے ہیں۔

ذیل میں ہم کالجوں، یونیورسٹیوں اور سرکاری اداروں میں پائے جانے والے اس خلفشار اور جنگ و جدل کی نشاندہی کے لئے انہی اخبارات کے حوالے سے چند حقائق پیش کرتے ہیں جن کی روشنی میں دینی مدارس اور کالجوں کے ماحول اور فضا کی اچھائی اور بُرائی کا موازنہ کیا جاسکتا ہے:

روزنامہ ڈان .... مورخہ ۱۵ر نومبر ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں حکومت سندھ کے ہوم ڈپارٹمنٹ کے سیکریٹری کا یہ بیان شائع ہوا:

''سندھ یونیورسٹی گزشتہ سال ۳۰۰ دن بندرہی اور جب کھلی تھی تو طلبا کی ہیجان انگیز سیاست کی بنا پر کلاسوں میں تعلیم نہ ہوسکی تھی۔''

مزید ہوم سیکریٹری نے انکشاف کیا کہ:

''طلبا کے اس خلفشار میں اتنا زیادہ وقت برباد ہوجاتا ہے کہ چار سال کا کورس چھ سال میں پورا کرتے ہیں ۹۵ فیصد طلبا تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں، لیکن ۵ فیصد طلبا یونیورسٹی میں خلفشار کرکے کلاسوں کو بند کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔''

اسی اخبار کی ۴ر فروری ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ:

''مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ میں ایک طالب علم نے پروجیکٹ ڈائریکٹر کے دو گولیاں جسم میں پیوست کردیں۔ مہران یونیورسٹی میں پولیس اور رینجرز کی موجودگی میں یہ چوتھا واقعہ اس نوعیت کا تھا۔

کراچی یونیورسٹی میں گزشتہ سال ایک طالب علم کو طلبا کی گروہی سیاست کی بنا پر بڑی بے دردی سے قتل کردیا گیا، جب کہ اس یونیورسٹی میں کئی سال سے رینجرز تعینات ہے، اس قتل کی وجہ سے ایک ہفتہ یونیورسٹی بند رہی۔''

اس نوعیت کے بہت سے واقعات روزمرہ ہماری یونیورسٹی اور کالجوں میں پیش آتے رہتے ہیں، لیکن یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی نے مطالبہ کیا ہو کہ ان کو بند کردیا جائے یا ان سب کی اصلاح کے لئے ملٹری جیسی اکیڈمی بنادی جائے، جہاں ان کو نظم و نسق اور ڈسپلن سکھایا جائے۔

وطن عزیز کے ارباب حل و عقد اور دانشوروں اور عام درد دل رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ خدارا! آپ ان پُرسکون دینی مدارس کے پیچھے نہ پڑیں بلکہ جس طرح ان مدارس کے منتظمین حضرات، طلبا کو نظم و نسق کا پابند کرتے ہیں اسی طرح آپ بھی اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی اصلاح احوال فرمائیں۔

(ڈاکٹر شبیر الدین علویؒ.... ماہنامہ بینات کراچی ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ)

اولاد کی ظاہری وباطنی تربیت

مولانا محمد شفیق الرحمٰن علوی

بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں،اگر انھیں صحیح تربیت دی جائے تو اس کا مطلب ہے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کے لئے ایک صحیح بنیاد ڈال دی گئی۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے:اس لئے کہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔

بچپن کی تربیت نقش علی الحجر کی طرح ہوتی ہے، بچپن میں ہی اگر بچہ کی صحیح دینی واخلاقی تربیت اور اصلاح کی جائے تو بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ان پر عمل پیرا رہے گا۔اس کے برخلاف اگر درست طریقہ سے ان کی تربیت نہ کی گئی تو بلوغت کے بعد ان سے بھلائی کی زیادہ توقع نہیں کی جاسکتی، نیز بلوغت کے بعد وہ جن برے اخلاق واعمال کا مرتکب ہوگا،اس کے ذمہ دار اور قصوروار والدین ہی ہوں گے،جنھوں نے ابتداء سے ہی ان کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔ نیز!اولاد کی اچھی اور دینی تربیت دنیا میں والدین کے لئے نیک نامی کا باعث اور آخرت میں کامیابی کا سبب ہے؛ جب کہ نافرمان وبے تربیت اولاد دنیا میں بھی والدین کے لئے وبال جان ہوگی اور آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنے گی۔

لفظ''تربیت''ایک وسیع مفہوم رکھنے والا لفظ ہے،اس لفظ کے تحت افراد کی تربیت، خاندان کی تربیت،معاشرہ اور سوسائٹی کی تربیت،پھران قسموں میں بہت سی ذیلی اقسام داخل ہیں۔ان سب اقسام کی تربیت کا اصل مقصد وغرض عمدہ،پاکیزہ،بااخلاق اور باکردار معاشرہ کا قیام ہے۔تربیت اولاد بھی انھیں اقسام میں سے ایک اہم قسم ہے۔

آسان الفاظ میں''تربیت''کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ:''برے اخلاق وعادات اور غلط ماحول کو اچھے اخلاق وعادات اور ایک صالح ، پاکیزہ ماحول سے تبدیل کرنے کا نام''تربیت''ہے۔''

تربیت کی دوقسمیں:

تربیت دوقسم کی ہوتی ہے:(۱) ظاہری تربیت، (۲)باطنی تربیت۔

ظاہری اعتبار سے تربیت میں اولاد کی ظاہری وضع قطع،لباس،کھانے، پینے،نشست وبرخاست، میل جول،اس کے دوست واحباب اور تعلقات و مشاغل کو نظر میں رکھنا،اس کے تعلیمی کوائف کی جانکاری اور بلوغت کے بعدان کے ذرائع معاش کی نگرانی وغیرہ امور شامل ہیں،یہ تمام امور اولاد کی ظاہری تربیت میں داخل ہیں۔اور باطنی تربیت سے مراد ان کے عقیدہ اور اخلاق کی اصلاح ودرستگی ہے۔

اولاد کی ظاہری اور باطنی دونوں قسم کی تربیت والدین کے ذمہ فرض ہے۔ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کے لئے بے حد رحمت وشفقت کا فطری جذبہ اور احساس پایا جاتا ہے۔یہی پدری ومادری فطری جذبات واحساسات ہی ہیں جو بچوں کی دیکھ بھال،تربیت اوران کی ضروریات کی کفالت پر انھیں اُبھارتے ہیں۔ماں باپ کے دل میں یہ جذبات راسخ ہوں اور ساتھ ساتھ اپنی دینی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہو تو وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں احسن طریقہ سے اخلاص کے ساتھ پوری کرسکتے ہیں۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اولاد کی تربیت کے بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:''اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔'' (التحریم:۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر وتشریح میں فرمایا کہ:

ترجمہ:''ان (اپنی اولاد) کو تعلیم دو اور ان کو ادب سکھاؤ۔''

فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔

اولاد کی تربیت کی اہمیت کا اندازہ ان احادیث سے بھی ہوتا ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:...ترجمہ:''کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھادے۔'' (بخاری،جلد:۱،ص:۴۲۴)

یعنی اچھی تربیت کرنا اور اچھے آداب سکھانا اولاد کے لئے سب سے بہترین عطیہ ہے۔

۲:...ترجمہ:''حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ سے روایت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! والدین کے حقوق تو ہم نے جان لئے، اولاد کے کیا حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے۔" (سنن بیہقی)

۳:...."یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ انسان جن کا ذمہ دار و رکھوالا ہے، انھیں ضائع کردے، ان کی تربیت نہ کرے۔"

یہ بھی ضائع کرنا ہے کہ بچوں کو یونہی چھوڑ دینا کہ وہ بھٹکتے پھریں، صحیح راستہ سے ہٹ جائیں، ان کے عقائد و اخلاق برباد ہوجائیں۔ نیز اسلام کی نظر میں ناواقفیت کوئی عذر نہیں ہے، بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں جن امور کا جاننا ضروری ہے، اُس میں کوتاہی کرنا قیامت کی باز پرس سے نہیں بچاسکتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"اپنی اولاد کو ادب سکھلاؤ، قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھلایا؟ اور کس علم کی تعلیم دی؟۔" (شعب الایمان للبیہقی)

بچوں کی حوصلہ افزائی:

بچہ نرم گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے، ہم اس سے جس طرح پیش آئیں گے، اس کی شکل ویسی ہی بن جائے گی۔ بچہ اگر کوئی اچھا کام کرے تو اس کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی تعریف سے دریغ نہیں کرنا چاہئے اور اس پر اُسے شاباش اور کوئی ایسا تحفہ وغیرہ دینا چاہئے جس سے بچہ خوش ہوجائے اور آئندہ بھی اچھے کام کا جذبہ اور شوق اس کے دل میں پیدا ہوجائے۔

بچوں کی غلطی پر تنبیہ کا حکیمانہ انداز:

بچوں کو کسی غلط کام پر بار بار اور مسلسل ٹوکنا اُن کی طبیعت میں غلط چیز راسخ ہونے سے حفاظت کا سبب بنتا ہے، جس سے اگر غفلت نہ برتی گئی تو اس میں شک نہیں کہ بچوں اور بچیوں میں غلط انکار جڑ پکڑنے سے پہلے کامل طریقہ سے ان کی بیخ کنی ہوگی۔ بچے سے خطا ہوجانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے، غلطی تو بڑوں سے بھی ہوجاتی ہے۔ ماحول کا بچوں پر اثر ہوتا ہے، ممکن ہے کہ غلط ماحول کی وجہ سے بچہ کوئی غلطی کر بیٹھے، تو اس صورت حال کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ بچے سے غلطی کس سبب سے ہوئی؟ اسی اعتبار سے اسے سمجھایا جائے۔ تربیت میں میانہ روی اور اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہئے مربی کو اس بات سے باخبر ہونا چاہئے کہ اس وقت بچے کے لئے نصیحت کارگر ہے یا سزا؟ تو جہاں جس قدر سختی اور نرمی کی ضرورت ہو اسی قدر کی جائے۔ بہت زیادہ سختی اور بہت زیادہ نرمی بھی بعض اوقات بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

تربیت میں تدریجی انداز اختیار کرنا چاہئے:

چنانچہ غلطی پر تنبیہ کی ترتیب یوں ہونی چاہئے:

۱- سمجھانا۔ ۲- ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔ ۳- مار کے علاوہ کوئی سزا دینا۔ ۴- مارنا۔ ۵- قطع تعلق کرنا۔ یعنی غلطی ہوجانے پر بچوں کی تربیت حکمت کے ساتھ کی جائے، اگر پہلی مرتبہ غلطی ہو تو اولاً اُسے اشاروں اور کنایوں سے سمجھایا جائے، صراحۃً برائی کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ اگر بچہ بار بار ایک ہی غلطی کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ بات بٹھائیں کہ اگر دوبارہ ایسا کیا تو اس کے ساتھ سختی برتی جائے گی، اس وقت بھی ڈانٹ ڈپٹ کی ضرورت نہیں ہے، نصیحت اور پیار سے اُسے غلطی کا احساس دلایا جائے۔

پیار و محبت سے بچوں کی تربیت و اصلاح کا ایک واقعہ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے منقول ہے، فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر تربیت اور زیر کفالت تھا، میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا، یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "یا غلام سم اللہ و کل بیمینک و کل مما یلیک" "اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنی طرف سے کھاؤ۔"

اگر نصیحت اور آرام سے سمجھانے کے بعد بھی بچہ غلطی کرے تو اُسے تنہائی میں ڈانٹا جائے اور اس کام کی برائی بتائی جائے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کو کہا جائے۔ پھر بھی اگر باز نہ آئے تو تھوڑی پٹائی بھی کی جاسکتی ہے۔ تربیت کے یہ طریقے نو عمر بچوں کے لئے ہیں، لیکن بلوغت کے بعد تربیت کے طریقے مختلف ہیں، اگر اس وقت نصیحت سے نہ سمجھے تو جب تک وہ اپنی بُرائی سے باز نہ آئے اس سے قطع تعلق بھی کیا جاسکتا ہے، جو شرعاً درست ہے اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کے ایک رشتہ دار تھے جو ابھی بالغ نہ ہوئے تھے، انہوں نے کنکر پھینکا تو حضرت عبداللہؓ نے منع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر مارنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ: "انها لا تصید صیدا" "اس سے کوئی جانور شکار نہیں ہوسکتا، اس نے پھر کنکر پھینکا تو انہوں نے غصہ سے فرمایا کہ میں تمہیں بتلا رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور تم پھر دوبارہ ایسا ہی کررہے ہو؟ میں تم سے ہرگز بات نہیں کروں گا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بھی اپنے بیٹے سے ایک موقع سے قطع تعلق کیا تھا اور مرتے دم تک اس سے بات نہ کی۔

بچوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی حدود:

بچوں کی تربیت کے لئے ماں باپ یا استاد کا اُنھیں تھوڑا بہت، ہلکا پھلکا مارنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے؛ بلکہ بعض اوقات ضروری ہوجاتا ہے۔ اس معاملہ میں افراط و تفریط کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ غصہ میں بے قابو ہوجانا اور حد سے زیادہ مارنا یا بچوں کے

مارنے ہی کو غلط سمجھنا دونوں باتیں غلط ہیں۔ پہلی صورت میں افراط ہے اور دوسری میں تفریط ہے۔ اعتدال کا راستہ وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں بیان فرمایا کہ ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو؛ جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو؛ جب کہ وہ دس سال کے ہو جائیں۔''(مشکوٰۃ) اس حدیث سے مناسب موقع پر حسب ضرورت مارنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

مارنے میں اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس حد تک نہ مارا جائے کہ جسم پر مار کا نشان پڑ جائے۔ نیز جس وقت غصہ آ رہا ہو، اس وقت بھی نہ مارا جائے؛ بلکہ بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت مصنوعی غصہ ظاہر کر کے مارا جائے؛ کیونکہ طبعی غصہ کے وقت مارنے میں حد سے تجاوز کر جانے کا خطرہ ہوتا ہے اور مصنوعی غصہ میں یہ خطرہ نہیں ہوتا، مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور تجاوز بھی نہیں ہوتا۔

لڑکوں کو لڑکیوں پر ترجیح دینا گناہ ہے:

اولاد اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمت اور تحفہ ہے، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے بچوں پر رحم و شفقت کے معاملہ میں مذکر و مؤنث میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ جو والدین لڑکے کی بہ نسبت لڑکی سے امتیازی سلوک کرتے ہیں، وہ جاہلیت کی پرانی برائی میں مبتلا ہیں، اس طرح کی سوچ اور عمل کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے؛ بلکہ دینی اعتبار سے تو اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ لڑکی کو کمتر سمجھنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے سے ناخوشی کا اظہار کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسے لڑکی دے کر کیا ہے، ایسے آدمی کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ تو کیا پوری دنیا بھی مل کر اللہ تعالیٰ کے اس اٹل فیصلہ کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ یہ درحقیقت زمانۂ جاہلیت کی فرسودہ اور قبیح سوچ ہے، جس کو ختم کرنے کے لئے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور تربیت کرنے والوں کو لڑکیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کی بار بار نصیحت کی۔

اولاد کے درمیان برابری اور عدل:

ابوداؤد شریف میں حضرت نعمان بن بشیرؓ کی حدیث ہے:

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو۔'' (ابوداؤد، جلد:۲، ص:۲۲۱)

مطلب یہ ہے کہ ظاہری تقسیم کے اعتبار سے سب بچوں میں برابری کرنی چاہئے؛ کیونکہ اگر برابری نہ ہو تو بچوں کی دل شکنی ہوتی ہے۔ ہاں! فطری طور پر کسی بچے سے دلی طور پر زیادہ محبت ہو تو اس پر کوئی پکڑ نہیں، بشرطیکہ ظاہری طور پر برابری رکھے۔ حدیث میں تین بار مکرر برابری کی تاکید آئی ہے جو اس کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے، یعنی اولاد کے درمیان برابری کرنا واجب ہے، اور برابری نہ کرنا ظلم شمار ہوگا۔ اور اس کا خیال نہ رکھنا اولاد میں احساسِ کمتری اور باغیانہ سوچ کو جنم دیتا ہے، جس کے بعد بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان والدین کو اپنی اولاد سے متعلق ذمہ داریاں احسن طریقہ سے نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ☆☆☆

مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادیؒ کی شہادت ناقابل تلافی نقصان ہے: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کراچی (پ ر) مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادیؒ کی شہادت ناقابل تلافی نقصان ہے، مولانا کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ حکومت امن وامان قائم کرنے اور علماء کو تحفظ دینے میں بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اصل قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں قرار واقعی سزا دے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، ناظم دفتر کراچی محمد انور رانا، تربت مجلس کے خادم و ذمہ دار مولانا احمد شاہ بلوچ نے مولانا مفتی احتشام الحق آسیا آبادیؒ کی شہادت پر اپنے تعزیتی پیغام میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ایک ممتاز عالم دین ہونے کے ساتھ سیاسی بصیرت رکھنے والی شخصیت تھے، مولانا کی شہادت ناقابل تلافی نقصان ہے۔ یہ کھلی دہشت گردی اور بربریت ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ آج ہم اور بالخصوص بلوچستان مکران کے عوام ایک مصلح و نرم خو عالم دین سے محروم ہو گئے۔ علماء دین کا قتل قوموں کا قتل ہے، دین سے دوری اور محرومی کا سبب ہے۔ مولانا آسیا آبادیؒ کی دینی و علمی خدمات بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ عرصہ دراز سے ملک کے طول وعرض میں علماء کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے۔ لگتا یوں ہے کہ حکومت امن وامان قائم رکھنے اور علماء وعوام کو تحفظ دینے کے حوالے سے بُری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا آسیا آبادیؒ کی دینی وعلمی خدمات کو شرف قبولیت عطاء فرمائے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

تاریخی پس منظر

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

۴راگست ۲۰۰۲ء بروز اتوار کو سینٹرل مسجد برمنگھم (برطانیہ) میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کا ایک مضمون اخبارات و رسائل کی زینت بنا، جس میں کانفرنس کی غرض و غایت، ضرورت و اہمیت، مقاصد اور تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی یہ عمدہ تحریر قند مکرر کے طور پر نذر قارئین ہے۔ یاد رہے کہ امسال یہ سالانہ کانفرنس حسب روایات ۱۴راگست ۲۰۱۶ء بروز اتوار مذکورہ بالا مقام پر منعقد کی جاری ہے۔

تحریر: مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

عقیدۂ ختم نبوت وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر دین کی عمارت قائم ہے۔ اس لئے قرآن کریم کی ایک سو کے قریب آیات کریمہ اس عقیدۂ ختم نبوت کی نشاندہی کرتی ہیں جبکہ ۲۱۰ سے زائد احادیث سے یہ عقیدہ قطعی طور پر ثابت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے اس عقیدہ پر زد لگانے کی کوشش کی' لیکن مسلمانوں نے نہ صرف اس کو مسترد کردیا بلکہ ایسے لوگوں کے خلاف جہاد بھی کیا اس بنا پر ۱۴۰۰ سالہ اسلامی دور میں کبھی بھی مسلمانوں نے کسی جھوٹے مدعی نبوت کے بارے میں غفلت اور سستی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ اپنے دور کے قوانین کی روشنی میں ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف کارروائی کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجدد' ملہم من اللہ' مہدی' مسیح موعود سے ہوتے ہوئے تشریعی' ظلی نبی کے بعد عین ''محمد'' یا نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو سب سے پہلے علماً لدھیانہ اور پھر علماً دیوبند اور علماً بریلوی' علماً اہل حدیث اور اہل تشیع نے قرآن و سنت' اجماع امت کی رو سے اس کو اور اس کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا۔ ۱۹۲۸ء میں ماریشس کی عدالت نے اور ۱۹۳۲ء میں بہاولپور کی عدالت نے اس گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ صادر کیا۔ بعدازاں پاکستان کی قومی اسمبلی اور تمام عدالتوں نے بھی علماً کرام کے اس موقف کی تائید کی اور قادیانیوں کو آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت میں شامل کیا۔ اسی بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دنیا کے تمام گوشوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی اور قادیانیوں کی ارتدادی اور گمراہ کن سرگرمیوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ختم نبوت کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا' جس کی کڑی برمنگھم ختم نبوت کانفرنس ہے۔

۴/اگست ۲۰۰۲ء بروز اتوار کو جامع مسجد برمنگھم کے اطراف میں ایک عجیب رونق اور روحانی منظر ہوگا۔ اطراف برطانیہ سے جاں نثاران ختم نبوت' عاشقان خاتم النبیین' قافلہ امیر شریعت کے رضاکار و گلشن بنوری کے سپاہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن جوق در جوق عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے رواں دواں ہوں گے۔ برمنگھم کی سڑکیں ان فرزندان توحید کی آمد و رفت سے ایک روحانی کیفیت سے سرشار ہوں گی' برمنگھم کے مسلمان ان جاں نثاران ختم نبوت کی میزبانی کے لئے اپنے دروازے کھول دیں گے اور سینٹرل جامع مسجد برمنگھم سب سے بڑی مسجد ہونے کے باوجود اپنی تنگ دامنی پر شکوہ کرتی نظر آئے گی۔ غالباً سال میں یہ ایک دن اس مسجد کا ہوتا ہے کہ مسجد سے لے کر اس کے اطراف تک مسلمانوں کا اجتماع ''ورفعنا لک ذکرک'' کا عملی منظر پیش کرتا ہے۔

آج کے دن اس مسجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سترہویں ختم نبوت کانفرنس شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہورہی ہے۔ اس کانفرنس سے اس سال خطاب کرنے والوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری' معاون امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' مرکزی مبلغ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مرکزی ناظم نشریات مولانا محمد اکرم طوفانی' شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین امیر الہند مولانا سید محمد اسعد مدنی' جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے رئیس اور محدث العصر مولانا

سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینی‘ جمعیت علماء برطانیہ کے نائب امیر مولانا عبدالرشید ربانی‘ سیکریٹری جنرل مفتی محمد اسلم‘ مولانا اکرام الحق ربانی‘ دعوۃ اکیڈمی کے سربراہ مولانا سلیم دھورات‘ برطانیہ کے ممتاز علماء کرام مولانا عبدالرحمٰن‘ مولانا غلام مصطفیٰ‘ مولانا محمد حسن‘ مولانا امداد اللہ قاسمی اور دیگر علماء کرام خطاب کریں گے۔

کانفرنس کا اصل موضوع تو عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیوں کے کفریہ اور خلاف اسلام عقائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے ساتھ ان سرگرمیوں سے آگاہ کرنا ہے جس کے ذریعہ پسماندہ اور غریب اور مسلم اقلیتوں والے علاقوں میں قادیانی کس طرح مسلمانوں کو گمراہ اور اسلام سے دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ مسلمان ان سرگرمیوں سے اپنے آپ کو اور نئی نسل کو محفوظ کر سکیں۔ اسی طرح قادیانی گروہ کے سربراہ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کا جو ارتکاب کیا اور خصوصی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین و تنقیص کرتے ہوئے تمسخر اڑایا اور اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ بٹھانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کی نفی کرتے ہوئے ایسے ایسے الزامات عائد کئے کہ عیسائی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح پیروکار ہوتے تو قادیانیوں کی حمایت تو کجا ان کا وجود بھی اپنے ممالک میں برداشت نہ کرتے لیکن کاش عیسائی اس پر غور کریں۔ ختم نبوت کانفرنس میں اس سلسلے میں بھی مسلمانوں کو خصوصی طور پر آگاہ کیا جائے گا۔ اسی طرح مسلمانوں کو اعمال صالحہ کی تلقین اور برطانیہ اور مغربی ممالک میں بہترین زندگی گزارنے کے طریقے اور غیر مسلموں کو اسلام کے احکامات سے متاثر کرنے اور اپنے کردار سے اسلام کی تبلیغ کرنے کے اعمال کی ہدایت دی جائے گی۔ اس لئے یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ کانفرنس عقائد‘ اعمال صالحہ اور مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔

اس کانفرنس کی کامیابی اور اس کو مسلمانوں کی متفقہ بنانے کے لئے کیا کیا تیاریاں کی جاتی ہیں اور کتنی محنت کی جاتی ہے‘ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود پورے برطانیہ کا دورہ کرکے ایک ایک مسجد جاکر مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں‘ اسی طرح مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ صاحبزادہ عزیز احمد‘ صاحبزادہ سعید احمد‘ مولانا منظور احمد الحسینی پر مشتمل وفد نے بھی انگلینڈ کے مختلف شہروں کا دورہ کرکے کانفرنس کے مقاصد لوگوں کے سامنے پیش کئے۔ بہرحال ان وفود کے ان دوروں سے ایک طرف جہاں لوگوں کو کانفرنس میں شرکت پر آمادہ کیا جاتا ہے‘ اسی کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے مسلمانوں کی اکثریت کو قادیانیوں اور غیر مسلموں کی ان سرگرمیوں سے آگاہ کردیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے قادیانیوں کے جو عزائم تھے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کے ساتھ اور جگہ جگہ اپنی عبادت گاہیں قائم کریں گے وہ ناکام ہوگیا‘ اس بناء پر تمام تر مشکلات کے باوجود مسلمانوں کی یہ خواہش رہتی ہے کہ یہ کانفرنس ضرور ہو‘ اس بناء پر اس سال بھی اسی اہتمام کے ساتھ اس کانفرنس کا انعقاد ہو رہا ہے اور اندازہ یہی ہے کہ حسب سابق یہ کانفرنس بھی اسی طرح کامیاب ہوگی اور مسلمانوں کے عقائد اور معاشرتی زندگی پر اس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

یہ کانفرنس کیوں شروع ہوئی؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اور یورپ کے اس خطہ میں اس کے شروع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا بہت اہم اور بڑا پس منظر ہے‘ برصغیر کی آزادی کو روکنے کے لئے اور مسلمانوں میں انتشار اور افتراق کے لئے قادیانی جماعت منظم کرنے کی کوشش کی گئی‘ اسی بناء پر اس جماعت نے ہمیشہ آزادیٔ ہند کی مخالفت کی اور مسلمانوں کے مطالبہ آزادی کو مسترد کرانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی‘ پھر جب آزادی کے نتیجہ میں پاکستان کے قیام کا منصوبہ پیش آیا تو کشمیر کو پاکستان سے الگ کرنے اور الگ قادیانی اسٹیٹ بنانے کے لئے قادیانیوں نے کوشش کی۔ سر ظفر اللہ نے مسلم لیگ کا وکیل ہونے کے باوجود اپنا الگ منصوبہ اور نقشہ پیش کیا اور جب اس میں ناکام ہوگئے تو پاکستان کو اپنا مرکز بناکر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے ساتھ حکومت پاکستان پر قبضہ کرنے کے خواب کے ساتھ پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ بنالیا اور مرزا بشیر الدین محمود جو اس وقت قادیانی جماعت کا سربراہ تھا‘ اس نے اپنی جماعت کو خوشخبری دی کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ ہم پاکستان پر حکومت کریں گے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ خوشخبری پوری ہوگی کہ بادشاہان وقت اس کے کرتے سے برکت حاصل کریں گے۔

یہ صورت حال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء کرام کے لئے بہت زیادہ تشویشناک تھی اور ان کے سامنے محدث العصر حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بے چینی سامنے آگئی کہ کہیں یہ فتنہ قادیانیت مسلمانوں کی جماعت کو گمراہی کے سیلاب میں بہا کر نہ لے جائے‘ اس لئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کرام کو جمع کرکے اس منصوبہ کو ناکام بنانے کے لئے جدوجہد

شروع کی اور اس سلسلے میں ۱۹۵۳ء میں ایک عظیم تحریک کا آغاز ہوا اور دس ہزار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور ایک لاکھ سے زائد فرزندان ختم نبوت پس دیوار زندان کردیے گئے اور الحمدللہ! قادیانیوں کے عزائم ناکام ہوئے۔ قادیانیوں نے اس ناکامی کو دل سے قبول کرنے کے بجائے اندرونی سازشوں کا جال بچھادیا اور اندرونی طور پر مسلمانوں کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر احراری اور کانگریسی کی پھبتی کس کر حکومت کو ان کے خلاف کرنے کی کوشش کی۔ چناب نگر (ربوہ) کو قادیانی اسٹیٹ کی شکل دے کر وہاں الفرقان فورس قائم کی۔ فوج کے اہم عہدوں پر قادیانی افسران متعین کرائے گئے اور انڈر گراؤنڈ ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

۱۹۷۴ء میں اس سلسلے میں آزمائش کے لئے یا منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے الفرقان فورس کے ذریعہ چناب نگر (ربوہ) پر مسلمان طلبہ کے ایک جتھے پر اس لئے حملہ کیا کہ انہوں نے قادیانیوں کو قادیانیت کی تبلیغ اور لٹریچر تقسیم کرنے سے روکا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے' اس حملہ میں ان طلبا کو لاٹھیوں' لوہے کے سریوں سے زخمی کرکے ادھ موا کردیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے علما کرام فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے اور زخمیوں کو طبی امداد مہیا کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو مطلع کیا' انہوں نے فوری طور پر تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا اجلاس بلایا اور ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' قائم ہوئی' جس میں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مولانا معین الدین لکھنوی' شیخ الحدیث مولانا عبدالحق' نوابزادہ نصراللہ خان' مظفر علی شمسی' مولانا فضل حق' خان اشرف خان عبدالولی خان' اصغر خان سمیت تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے نمائندے اور رضا کار شامل تھے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے ۴۲ ممبران نے بل پیش کیا، ادھر پوری قوم سراپا احتجاج بن کر مطالبہ کی حمایت میں سڑکوں پر آگئی۔ یہ پاکستان اسمبلی کا پہلا بل تھا جس کی تائید پوری قوم نے کی۔ ابتدا میں پیپلز پارٹی نے اس کی مخالفت کی اور ذوالفقار علی بھٹو اور اس کے وزراء اعلیٰ حنیف رامے' ممتاز بھٹو وغیرہ نے مخالفت میں بیانات دیئے مگر جب ممبران اسمبلی کو عوام نے اپنے اپنے علاقوں میں گھیرا اور قوم نے سول نافرمانی شروع کرنے کا اعلان کیا تو ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے پاکستان کی قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی کا درجہ دے کر مسلسل بحث کرنے کا اعلان کیا۔ مفتی محمود نے یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل کی معرفت قادیانی سربراہ مرزا ناصر اور مرزا صدر الدین پر جرح کی۔ مرزا ناصر نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے ممبران سمیت دنیا بھر کے مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت کو تسلیم نہیں کرتے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہی نہیں پکے کافر ہیں کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی شریعت میں یہی حکم دیا جس پر تمام ممبران اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ منظور کرنے کی حمایت کی اور آخر کار وزیر قانون عبدالحفیظ پیرزادہ نے وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا ترمیمی بل پیش کیا اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور اقلیتوں کی فہرست میں قادیانی جماعت کا اضافہ کیا گیا۔

۱۹۷۴ء میں ترمیمی بل تو منظور ہوگیا جس کو قادیانی جماعت نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ بہرحال یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی مگر حکومت کی نیت میں فتور تھا یا دباؤ کہ اس ترمیمی بل کے مطابق آئین سازی نہیں کی گئی' جس کی وجہ سے قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور کہلوانے' مساجد بنانے' اذان دینے' شعائر اسلام استعمال کرنے' مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے پیغمبر اور نبی کے الفاظ استعمال کرنے اور ان کی عورتوں کو امہات المومنین اور اس کے پیروکاروں کو صحابہ جیسے الفاظ استعمال کرنے سے باز نہ آئے' حالانکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ابتدا سے ہی اس کا مطالبہ کررہی تھی۔

اس دوران بھٹو حکومت تبدیل ہوگئی۔ ضیا الحق کا مارشل لا لگا' آئین معطل ہوا۔ اس بنا پر آئین سازی کا معاملہ کھٹائی میں پڑتا رہا تا آنکہ ۱۹۸۴ء میں مجبور ہوکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد' مولانا مفتی احمد الرحمٰن' شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی قیادت میں مارشل لاء کی پابندیوں کے باوجود تمام مذہبی جماعتوں کے اشتراک سے اس مطالبہ کی حمایت میں اسلام آباد میں دھرنا دینے کا اعلان کیا۔ جنرل ضیا الحق نے راجہ ظفر الحق کی تجویز پر مذاکرات کی دعوت دی اور راجہ ظفر الحق صاحب کا تیار کردہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس علما کرام کی مشاورت سے جاری کیا جس کی رو سے قادیانیوں کے لئے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے۔ مسلمان کہنے' شعائر اسلام استعمال کرنے پر پابندی عائد کی گئی۔

اسی دوران اسلم قریشی کے اغوا کی ایف آئی آر اور اس امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی کی زد میں آنے سے بچنے کے لئے قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے راہ فرار اختیار کی اور لندن میں اپنا مرکز قائم کیا اور برطانیہ

یورپ اور افریقی ممالک کے مسلمانوں اور پسماندہ علاقوں کے غریبوں کو مرتد بنانے کی مہم شروع کی۔ قادیانیوں کی زیادہ تر سرگرمیوں میں نوکریوں، ویزوں اور امداد کی لالچ شامل تھی۔

اس صورت حال کے پیش نظر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی ہدایت پر مولانا مفتی احمد الرحمنؒ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے مولانا منظور احمد الحسینیؒ حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا کے ہمراہ برطانیہ کا سفر کیا اور جمعیت علماء برطانیہ کے مولانا عبیدالرحمنؒ مفتی محمد اسلمؒ مولانا عبدالرشید ربانیؒ دارالعلوم بری کے مولانا محمد یوسف متالا، دعوۃ اکیڈمی کے مولانا اسلم دھورات اور دیگر علماء کرام کی مشاورت سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ قائم کر کے کام کا آغاز کیا اور جامع مسجد بالہم لندن میں عارضی دفتر قائم کیا۔ بعدازاں ۳۵ اسٹاک ویل گرین میں ڈیڑھ لاکھ پونڈ مالیت کا ایک گرجا خرید کر مستقل دفتر کی بنیاد رکھی اور مولانا منظور احمد الحسینی اور حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا کا تقرر کیا۔

اسی دوران قادیانیوں کی جانب سے برطانیہ میں سالانہ اجتماع کرنے کا فیصلہ ہوا‘ جس سے اندیشہ ہوا کہ بہت سارے مسلمان لاعلمی کی وجہ سے اس میں شرکت کر کے گمراہی کے راستہ میں جا پڑیں گے‘ اس بنا پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۱۹۸۴ء میں پہلی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا تا کہ برطانیہ کے مسلمانوں کے دین اور ایمان کی حفاظت کی جا سکے۔ اس کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خواجہ خان محمدؒ مولانا مفتی احمد الرحمنؒ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مولانا عزیز الرحمن جالندھریؒ مولانا منظور احمد الحسینی کے علاوہ مولانا ضیاء القاسمیؒ علامہ خالد محمودؒ مفتی محمد اسلمؒ مولانا عبدالرشید ربانیؒ مولانا عبیدالرحمنؒ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ ملک عبدالحفیظ سمیت علماء کرام شریک ہوئے۔ یہ کانفرنس ویمبلے ہال لندن میں ہوئی جس میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان برطانیہ شریک ہوئے۔ ۱۹۸۵ء میں بھی لندن میں اس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا اتنے زیادہ مسلمانوں کی لندن آمد ہر اعتبار سے مشکل ہی نہیں انتظام کے لحاظ سے ایک مشکل ترین مرحلہ تھی‘ اس بنا پر کانفرنس کے لئے برمنگھم تجویز کیا گیا تا کہ چاروں طرف سے لوگ آسانی سے شرکت کر سکیں۔

برطانیہ کی تاریخ میں تبلیغی اجتماع کے بعد مسلمانوں کا یہ سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے جس میں گزشتہ دو تین سالوں سے ۱۵ سے ۲۰ ہزار افراد برطانیہ کے تمام شہروں سے شرکت کرتے ہیں۔ اس سال بھی یہ کانفرنس اسی جوش و جذبہ سے منعقد ہو رہی ہے اور توقع ہے کہ مسلمانان برطانیہ‘ فرزندان توحید‘ جاں نثاران ختم نبوت اور عاشقان امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری اور شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہم اللہ کے شیدائی ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوں گے۔ پاکستان اور برطانیہ کی تمام مذہبی اور دینی جماعتوں کے نمائندے اس میں شریک ہو کر برطانیہ قوانین کی روشنی میں مسلمانوں کو اپنے عقائد میں مضبوطی سے جمے رہنے اور قادیانیوں سمیت تمام گمراہ فرقوں کے عقائد کی گمراہی سے بچنے کی تلقین کرنے کے ساتھ ایک بہترین مسلمان اور محبت والفت کا داعی بننے اور ایک اچھے انسان اور برطانوی شہری کا روپ دھارنے اور اسلام کے بارے میں غلط تاثرات کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کرنے کی دعوت دیں گے۔

☆☆..........☆☆

اکتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی تیاریاں شروع

جس میں برطانیہ، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کے علماو مشائخ خطاب کریں گے

لندن (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۴/اگست ۲۰۱۶ء بروز اتوار کو سینٹرل مسجد برمنگھم میں اکتیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس حسب روایات بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد کی جارہی ہے۔ جس میں برطانیہ کے علاوہ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش کے علماو مشائخ خطاب کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی دائمی وابستگی کا ثبوت دیں گے۔ اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا مفتی سہیل احمد، مولانا خلیل احمد اور سفیان احمد پر مشتمل اراکین کمیٹی نے بتایا کہ اس عظیم الشان کانفرنس کی تیاریوں کے سلسلہ میں مختلف شہروں لندن، برمنگھم، برنلے، بلیک برن، شیفیلڈ، گلاسکو اور کارڈیف کی اہم مساجد میں اشتہارات لگا دیئے ہیں، جن میں تمام مسلمانوں کو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ دریں اثنا جامع مسجد حمزہ برمنگھم کے خطیب مولانا امداد اللہ قاسمی نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور سامعین کو کانفرنس میں بھرپور شرکت کی دعوت دی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار

ادارہ

جامع مسجد چیچہ وطنی میں خطبہ جمعہ: مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچہ وطنی کی دوسری تعمیر ۱۹۰۳ء میں مولانا غلام محمدؒ کی نگرانی میں ہوئی۔ مرحوم کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالاحد خطیب رہے۔ مولانا عبدالاحدؒ کے بعد مولانا حافظ عبدالواحد فاضل مدینہ یونیورسٹی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ اور بانی ممبر مولانا عبدالرحمن میانویؒ بھی اس کے ممبر پر قرآن وسنت کے موتی لٹاتے رہے۔

مولانا میانویؒ کا عجیب واقعہ: مجاہد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ نے چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں سنایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ اور تمام مجاہدین ختم نبوت کے مرشد امام اولیاء حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ایک سال رمضان المبارک ''مری'' میں گزار رہے تھے۔ کسی نے مولانا میانویؒ کو چھیڑ دیا، مولانا میانویؒ کے مخصوص جملے ہوتے تھے۔ یہ انگریز کے ٹاؤٹ اور ایجنٹ، انگریز کے بوٹ پالش کرنے والے، انگریز کی ٹو د چاٹنے والے، مولانا میانویؒ نے حسب عادت مذکورہ بالا جملے کہے، مخاطب نے کہا کہ ہم حضرت والا سے اللہ اللہ سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ تیرے جملے اور تقریر سننے کے لئے نہیں آتے۔ مولانا میانویؒ بگڑ گئے اور کھانے کے دسترخوان پر نظر نہ آئے، حضرت اقدسؒ نے دیکھا کہ مولانا میانویؒ دسترخوان پر نہیں ہیں۔ فرمایا: مولانا میانویؒ نظر نہیں آرہے؟ ساتھیوں نے بتلایا کہ فلاں ساتھی نے یہ کہا تھا اور مولانا میانویؒ ناراض ہوگئے۔ حضرت والاؒ نے کھانے سے ہاتھ اٹھالئے تو رفقاء نے اس ساتھی سے کہا کہ حضرتؒ تیری وجہ سے غصہ میں ہیں اور کھانا تناول نہیں فرمارہے، وہ صاحب آئے اور حضرت والاؒ سے معذرت کرنے لگے۔ حضرت فرمایا کہ تمہاری ساری زندگی کا اللہ اللہ کرنا ایک طرف اور مولانا میانویؒ کی ایک تقریر کا مقابلہ نہیں کرسکتا، جو انہوں نے انگریز اور اس کی ذریت خبیثہ قادیانیت کے خلاف کی۔ فرمایا: ''جو آدمی مولانا میانویؒ کی یہ گفتگو سن سکتا ہے وہ رہے اور جو نہیں سن سکتا بے شک وہ تشریف لے جائے۔'' مولانا رسیلے اور جوشیلے خطیب تھے۔ اللہ پاک درجات بلند فرمائے۔ اس وقت مسجد کی امامت مولانا حافظ عبدالواحدؒ کے فرزند ارجمند مولانا قاری عبیدالرحمن فرما رہے ہیں، جبکہ خطابت کے فرائض مولانا محمد ارشاد مدظلہ فرماتے ہیں، جو پنجابی زبان کے نامور خطیب اور استاذ العلماء ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر بھی ہیں۔ ۱۱ر رمضان المبارک مطابق ۱۷ر جون ۲۰۱۶ء کے جمعۃ المبارک کا بیان مرکزی مسجد میں کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۲ تا ۱۴ر رمضان المبارک لاہور کی مختلف مساجد میں بیانات ہوئے۔

فیصل آباد میں: ۱۵، ۱۶ر رمضان المبارک دو یوم سیدی ومرشدی شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے جامعہ عبیدیہ میں ہونے والے دورۂ تفسیر کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرنے کے لئے وعدہ کررکھا تھا۔

فیصل آباد مجلس کے جواں سال مبلغ مولانا عبدالرشید غازی نے مختلف مساجد میں بیانات رکھ لئے۔ ۱۵ر رمضان المبارک افطاری حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے ہاں کی۔ تراویح ایک اور سید مجلس فیصل آباد کے نائب امیر حضرت پیر سید فاروق ناصر شاہ کی خانقاہ میں ادا کی۔ رات کا قیام اور سحری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک سابق مبلغ مولانا سید ممتاز الحسن شاہ گیلانیؒ کے قائم کردہ مدرسہ اور مسجد ڈھڈی والا میں کی۔ مولانا سید ممتاز الحسن شاہ ایک عرصہ تک فیصل آباد کے مبلغ رہے۔ فیصل آباد شہر کے علاوہ آپ نے مضافاتی چکوک میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا۔ موصوف ایک نکاح کی تقریب میں سیدۃ النساء العالمین ام الائمہ حضرت فاطمۃ الزہراء کا ذکر خیر فرمارہے تھے کہ دل کا دورہ پڑا، بیٹھ گئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

شاہ صاحب نے ایک پلاٹ خرید کر مسجد ومدرسہ تعمیر کیا۔ آپ کی وفات اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند سید طاہر الحسن گیلانیؒ نے مسجد ومدرسہ کا نظم سنبھالے رکھا۔ ۱۷ر جون ۲۰۱۱ء کو سید طاہر الحسن بھی انتقال فرماگئے۔ اس وقت سید ممتاز الحسن گیلانیؒ کے ایک اور فرزند ارجمند مولانا سید مظفر الحسن گیلانی مسجد ومدرسہ کا نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ موصوف کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد عبداللہ گیلانی سلمہ نے مولانا عبدالرشید غازی سے تقاضا کیا کہ افطاری، رات کا قیام اور سحری میرے ہاں ہو۔ چنانچہ رات کا قیام اور صبح سحری موصوف کے ہاں ہوئی۔

مولانا سید طاہر الحسن گیلانیؒ کا خواب:

موصوف نے خواب میں اپنے والد محترم مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: اباجی کیا بنا؟ فرمایا: ختم نبوت کی برکت سے اللہ پاک نے مغفرت فرمادی۔ عرض کیا: آپ نے اپنے پلاٹ پر مسجد بنائی تھی، اس کا بھی فائدہ ہوا؟ فرمایا: ختم نبوت کی برکت سے مسجد بنانے کا بھی فائدہ ہوا۔ عرض کی: آپ نے ہمیں حافظ بنایا، اس کا بھی کوئی فائدہ ہوا؟ فرمایا: ہاں! آپ کا حافظ ہونا بھی ختم نبوت کی برکت سے مفید ہوا۔ بزرگوں میں سے کسی سے ملاقات ہوئی؟ فرمایا کہ: ایک مجلس میں حضرت رائے پوریؒ، حضرت امیر شریعتؒ سے ملاقات ہوئی، زردہ تناول فرمارہے تھے، مجھے کھانے میں شریک فرمایا۔

۱۶ر رمضان المبارک کی رات جامع مسجد شاہ جیؒ (سید ممتاز الحسن گیلانیؒ) وھڑی والا میں گزاری اور صبح کی نماز ٹیکنیکل کالج کی جامع مسجد میں ادا کی۔ ظہر اور عشاء کی نماز کے بعد جامعہ عبیدیہ کے دورۂ تفسیر کے شرکاء سے عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت پر خطاب کیا۔

جامع مسجد الٰہی: میں عصر کی نماز کے بعد درس دیا۔ مسجد الٰہی کی بنیاد مجاہد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ نے ۲۵ر مارچ ۱۹۶۰ء میں رکھی، تعمیر مکمل یکم اکتوبر ۱۹۸۸ء کو ہوئی۔ الحمدللہ! فیصل آباد میں دو دن بہت مصروف گزرے۔ سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں وقت کم گزرا، جبکہ جماعتی ضروریات کے تحت زیادہ مصروف رہا۔ اللہ پاک شرف قبولیت سے نوازیں۔

۱۸ر رمضان المبارک کا خطبہ جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں دیا۔ مذکورہ بالا مسجد ایک عرصہ تک لاہوری گروپ کے قبضہ میں رہی۔ عائشہ مسجد کے مشرقی جانب لاہوری گروپ کے سربراہ محمد علی لاہوری کی ۸ کنال پر مشتمل کوٹھی تھی، جس کا اب نام و نشان بھی نہیں ہے۔

۱۹۷۴ء میں جب قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن کے بانی محمد حسین شاہ جو لاہوری گروپ کے بقول قادیانیت پر مرے۔ جبکہ موصوف کے پوتے سید اسد حسین شاہ ابن سید الطاف حسین شاہ کا اصرار تھا کہ موصوف حالت ایمان میں فوت ہوئے۔ اسد حسین شاہ نے ۱۹۷۴ء میں نوائے وقت میں اشتہار دیا کہ مسجد عائشہ ہمارے آباؤ اجداد نے مسلمانوں کے لئے وقف کی تھی۔ اب چونکہ قادیانیت قانوناً اور آئین کی رو سے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جاچکے ہیں۔ لہٰذا انہیں مسجد پر قابض رہنے کا کوئی حق نہیں۔ نیز سید موصوف نے مسجد کا تولیت نامہ اور وقف نامہ مجلس کے نام کردیا، لہٰذا جون ۱۹۹۰ء میں مجلس نے مسجد کو اپنی تحویل میں لے کر نماز باجماعت اور خطبہ جمعہ کا سلسلہ شروع کردیا، جو الحمدللہ! اب تک باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ مسجد کے ساتھ ملحق ایک مکان تھا، جس پر قادیانی رلاہوری گروپ کے مربی مولوی گل قابض تھے۔ مسجد جب مجلس کی تحویل میں آئی تو موصوف کے بیٹے منصور احمد جو واپڈا میں ایس ڈی او تھا ایک روز میرے پاس آیا اور آکر کہنے لگا کہ اہل محلہ ہمیں تنگ کرتے ہیں، آپ انہیں سمجھائیں۔ راقم نے انہیں بغیر لگی لپٹی صحیح صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اگر آپ یہ مکان مجلس کو فروخت کردیں تو اس میں آپ لوگوں کا فائدہ ہے تو منصور احمد نے کہا کہ میں والدین سے مشورہ کرکے ہاں یا نہ میں جواب دے سکوں گا۔ کچھ روز بعد انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ راقم نے مرکز سے مشورہ کیا اور اس وقت مجلس لاہور کے امیر الحاج بلند اختر نظامیؒ تھے جو بہت ہی جہاندیدہ شخصیت کے مالک تھے، دینی و دنیاوی طور پر صحیح الفکر انسان تھے سے وقت طے کرکے ان سے ملاقات کرائی۔ حاجی صاحب نے منصور احمد سے کورڈ ایریا معلوم کرکے اس وقت دو لاکھ روپے قیمت لگائی۔ منصور احمد نے کچھ روز مہلت مانگی۔ حاجی صاحب نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ہم نے مکان دیکھ لیا ہے۔ پہلی تاریخ کو شفٹ ہوجائیں گے۔ حاجی صاحب نے پوچھا کہ فوری طور پر شفٹ ہونے میں کیا رکاوٹ ہے تو اس نے کہا کہ مالک مکان سے کرایہ جو طے ہوا ہے وہ یکم تاریخ سے ہے۔ حاجی صاحب نے کرایہ پوچھا تو اس نے کہا کہ مبلغ ۲۵۰۰ روپے، حاجی صاحب نے انہیں اڑھائی ہزار روپے دے کر کہا کہ یہ لیجئے کرایہ اور جلد از جلد رات کی تاریکی میں ہمیں کسی کو بتلائے بغیر قبضہ دے دیجئے تو منصور احمد نے دفتر کھنکھٹا کر چابیاں دیں۔ اس طرح اللہ پاک نے مسجد کی ہمسائیگی میں دفتر عطا فرمادیا۔ جس کی دوبارہ تعمیر و مرمت کی اور استعمال کے قابل کردیا۔ نیز چند ماہ پہلے وسیع و عریض ہال تعمیر کیا ہے۔ جس کا نام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ رکھا گیا ہے۔ دفتر کے ساتھ پارکنگ کا بھی انتظام ہے، مجلس کے زعما جب لاہور جاتے ہیں تو گاڑی کھڑی کرنے کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔ الحمدللہ علی ذالک۔

مکی مسجد ملتان روڈ میں بیان: مکی مسجد کے خطیب قاری محمد رمضان ہیں جن کے ایک بھائی قاری محمد اسحاق نعمانیؒ ہوا کرتے تھے، جو راجپوت فیملی سے تعلق رکھتے تھے، ایک عرصہ تک جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب سیالکوٹ کے صدر مدرس رہے۔ ان کی شکل و شباہت راقم کے ساتھ بہت ملتی تھی، ان کے کئی واقعات جو اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

ا:... ۱۹۸۰ء کی تحریک ختم نبوت میں ہم

سیالکوٹ پہنچے، ہمارے کسی ساتھی نے ایک آدمی سے جامعہ فاروقیہ کا پتہ پوچھا۔ اس نے ہمیں پتہ تو سمجھا دیا نیز آپس میں کہنے لگے کہ یہ مولوی عجیب ہیں۔ قاری محمد اسحاق ساتھ ہونے کے باوجود پتہ پوچھ رہے ہیں۔

۲:... چونکہ امام صاحب سے مدرسہ کی طرف جارہے تھے کہ ایک میاں بیوی گلی سے گزرے خاتون نے مجھے قاری محمد اسحاق سمجھ کر کہا: قاری صاحب! السلام علیکم، میں نے وعلیکم السلام کے ساتھ جواب دیا۔ اس کے میاں نے کہا کہ تو نے کس کو سلام کیا۔ کہا قاری محمد اسحاق کو، مرد نے کہا کہ یہ تو کوئی اور صاحب تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے میاں مدرسہ میں تشریف لائے اور مہتمم مدرسہ مولانا انذر قاسمی شہیدؒ سے پوچھنے لگے کہ یہ مولوی صاحب کون ہیں؟ قاسمی صاحب نے کہا کہ قاری اسحاق کے بھائی ہیں تو اس آدمی نے کہا کہ تبھی تو میری بیوی انہیں قاری محمد اسحاق سمجھ کر سلام کررہی تھی۔

۳:... سردی کے موسم میں موذن نے اذان دی، راقم مسجد میں حاضر ہوا تو ایک آدمی نے کہا کہ قاری محمد اسحاق؟ موذن نے میری طرف اشارہ کیا یہ ہیں قاری اسحاق! اس آدمی نے کہا کہ یہ قاری محمد اسحاق نہیں کوئی اور ہیں، موذن نے کہا کہ ابھی نیچے اترے ہیں، وہی ہیں۔

۴:... قاری محمد اسحاق کے بچوں نے ان سے پوچھا کہ ابو یہ کون ہیں؟ قاری صاحب نے کہا کہ یہ آپ کے چاچو ہیں۔ بچوں نے کہا کہ اگر ہمارے چاچو ہیں تو ہمارے گھر کیوں نہیں آتے؟ غرضیکہ قاری محمد اسحاق نے جامعہ کے بانی مولانا محمد اسماعیل قاسمی ڈسکہ کے معروف اور مجاہد عالم دین مولانا فیروز خانؒ سے تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں بھی زیر تعلیم رہے۔ تجوید قرأت استاذ القراء قاری محمد حسن شاہ لاہور سے پڑھی۔ ۳۰؍جولائی ۲۰۱۵ء کو لاہور میں ملتان روڈ کراس کررہے تھے کہ ایک اندھی موٹر سائیکل جس کی بتیاں نہیں تھیں آ لگی اور قاری صاحب گر گئے اور دماغ والی چوٹ لگی اور جانبر نہ ہوسکے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸؍رمضان المبارک عصر کی نماز کے بعد بکی مسجد میں درس دیا۔ نیز لاہور، بیگم پورہ کے مدرسہ ضیاء العلوم، باغبانپورہ کی جامع مسجد امن، پاکستان منٹ کی جامع مسجد، مولانا عبدالشکور حقانی، مولانا محمد اشرف گجر کی مساجد میں بیانات ہوئے۔

جمعۃ الوداع عارف والا میں: جامعہ عربیہ فاروقیہ عارف والا قدیمی جماعتی مرکز ہے۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر تقریباً پینتیس سال تک جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ مولانا کی وفات کے بعد مولانا عبدالوہاب اس مرکز کے خطیب چلے آرہے ہیں اور مدرسے کے مہتمم بھی۔ ہر سال جمعۃ الوداع کا خطبہ اسی ادارہ میں ہوتا ہے۔ امسال بھی الحمدللہ! حاضری کی توفیق نصیب ہوئی۔ جمعۃ الوداع سے فارغ ہوکر ملتان مرکز میں واپسی ہوئی۔

جامع مسجد الفاروق غریب آباد: شیخ عبدالجبار مرحوم نے اپنے رفقاء سے مل کر غریب آباد میں ''جامع مسجد الفاروق'' کے نام سے مسجد تعمیر کی۔ اس وقت مرحوم کے فرزندان گرامی شیخ عبدالغفار، شیخ عبدالستار نظم سنبھالے ہوئے ہیں۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب دامت برکاتہم (مولانا عزیزالرحمن جالندھری) سے مسلسل رابطہ میں رہتے ہیں۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر مجلس کے لئے قربانی کی کھالوں کی نگرانی کرتے ہیں تو ان کے حکم پر رمضان المبارک کی ۲۹ ویں شب ''عظمت قرآن کریم'' پر بیان ہوا۔

حافظ ارشد احمد دیوبندی کی علالت: حافظ ارشاد احمد دیوبندی پرانے جماعتی ساتھی ہیں۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ سے قریبی تعلق رہا۔ سید بخاری اور خانوادہ بخاری کے دلدادہ ہیں۔ کافی عرصہ سے علیل چلے آرہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک حافظ صاحب موصوف کو صحت وتندرستی سے سرفراز فرمائیں اور ہر قسم کی محتاجی سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں

وطن عزیز پاکستان میں پروگرامز منعقد کرنے کا فیصلہ

حیدرآباد (مولانا توصیف احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے 7؍ستمبر 1974ء کو نیشنل اسمبلی آف پاکستان کا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے تاریخ ساز فیصلے کی یاد میں وطن عزیز پاکستان میں پروگرامز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تحریک ختم نبوت 1974ء سے امت مسلمہ کو آگاہ کرنے کے لئے کانفرنسز، سیمینارز، کنونشن کا اہتمام کیا جائے گا۔ یکم ستمبر کو مرکزی مسجد وحدت کالونی حیدرآباد، ۶؍ستمبر مرکزی مسجد، میمن محلہ ٹنڈوالہیار میں ختم نبوت کانفرنس ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے کہا کہ پارلیمنٹ کا متفقہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا امت مسلمہ کی دلی ترجمانی ہے۔ قادیانی کھلے دل سے پارلیمنٹ کی کارروائی کو پڑھیں۔ مولانا توصیف احمد نے مزید کہا کہ ان پروگرامز کا مقصد نسل نو کو ان کے اکابرین کی طویل جدوجہد سے متعارف کرانا ہے۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

حافظ عبیداللہ

قادیانیوں کی طرف سے وفات مسیح اور اجرائے نبوت کے موضوعات پر طویل بحث مباحثہ کرنے کی غرض یہ ہوتی ہے کہ عام لوگوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کئے جائیں اور کسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، مسیح اور مہدی ثابت کیا جائے (جو وہ پھر بھی ثابت نہیں ہوتا)۔

لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر قرآن و حدیث کے دلائل کو ایک طرف رکھیں، اجرائے نبوت و امکان نبوت کے موضوعات کو نہ چھیڑیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء ونزول الی السماء پر بات نہ کریں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی شخصیت اور اس کے کردار کا تفصیلی مطالعہ کریں، اس کا جھوٹا، کذاب اور ذہنی ونفسیاتی مریض ہونا اظہر من الشمس ہوجاتا ہے، بالفاظ دیگر قادیانی کے جھوٹے ہونے پر کسی قرآنی یا حدیثی دلیل کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ اس کے جھوٹا ہونے کی سب سے بڑی دلیل اس کی اپنی شخصیت، کردار اور اس کی تحریریں ہیں جس کی نبوت ومسیحیت ثابت کرنے کے لئے مرزائی مربی لایعنی اور بے مقصد بحث ومباحثہ کرتے ہیں وہ تو ایک سچا انسان بھی ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جماعت مرزائیہ پہلے یہ ثابت کرتی کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی میں وہ اوصاف موجود ہیں جن کی بنا پر اسے مثیل مسیح علیہ السلام کہا جاسکے؟ کیا اس کا کردار ایسا ہے کہ اس کے بارے میں نبوت کا خیال دل میں لایا جائے؟ اس کے بعد دوسرے مرحلے میں دوسرے موضوعات پر بات ہوتی۔

قصہ مختصر! حقیقت یہ ہے کہ جماعت مرزائیہ کی مرزا قادیانی کی ذات اور اس کی تحریروں پر بات کرتے ہوئے جان جاتی ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کوے کو سفید ثابت کرنا شاید آسان ہو لیکن مرزا قادیانی کو سچا، امانت دار، بے داغ کردار کا مالک ثابت کرنا ناممکن ہے، تجربہ شرط ہے، کسی قادیانی سے آپ یہ مطالبہ کرکے دیکھ لیں کہ آؤ مرزا قادیانی کی کتابوں اور تحریروں سے اس کے صدق وکذب کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اس طرف کبھی نہیں آئیں گے بلکہ آپ سے بھی کہیں گے کہ قرآن میں انبیاء کا جو معیار ہے اس پر بات کرو، منہاج نبوت پر بات کرو وغیرہ، آپ کی ہزار کوشش کے باوجود وہ مرزا کی تحریروں کی طرف نہیں آئیں گے جبکہ خود مرزا قادیانی نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا نافہمی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی نافہمی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن:۵، ص:۳۳۹)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے جو نئی نبوت ایجاد کی جس کا نام ظلی بروزی، ناقص، غیر حقیقی، امتی نبوت رکھا، اس نبوت کی کوئی مثال یا نظیر قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ملتی تو پھر کس منہاج نبوت پر مرزا کو پرکھنے پر زور دیا جاتا ہے؟ پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی ایک ظلی بروزی ناقص نبی تو پیش کیا جائے تاکہ اسے معیار بنا کر مرزا کو پرکھا جائے، واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے صدق وکذب کو جانچنے کے لئے بقلم خود جو معیار مقرر کیا ہے وہ اس نے اپنی پیشگوئیوں کو بتایا ہے (جیسا کہ آگے بیان ہوگا)۔

الغرض قادیانی، مسلمانوں کو اس بحث میں الجھاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے یا نہیں؟ کسی کا نبی بننا ممکن ہے یا نہیں؟ جسے وہ اجرائے نبوت یا امکان نبوت کا نام دیتے ہیں یا ان کا اصرار ہوتا ہے کہ اس پر بات کی جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں، جبکہ ان موضوعات کا مرزا قادیانی کے دعوئے نبوت یا دعوائے مسیحیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، کیونکہ خود باقرار فریق مخالف:

"کسی چیز کا ممکن ہونا اور چیز ہے اور فی الواقع اس چیز کا واقع ہونا اور چیز ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز، جنوری ۱۹۱۰ء، ص:۳۴۸)

لہٰذا کیوں نہ بات ہی یہیں سے شروع کی جائے کہ کیا مرزا قادیانی کا کردار ایسا ہے کہ وہ ایک سچا انسان ثابت ہوسکے؟ نبوت اور مسیحیت تو بہت بعد کی بات ہے تو جس مشکوک کردار کو نبی اور مسیح ثابت کرنے کے لئے غیر متعلقہ موضوعات پر لمبی بحثیں کی جاتی ہیں اور قرآن و حدیث کی واضح نصوص پر تاویلات وتحریفات کی قینچی چلائی جاتی ہے، کیوں نہ پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ وہ اس قابل بھی ہے کہ اسے مسند نبوت پر بٹھایا جائے؟ کیونکہ آخر بات گھوم پھر کر اسی پر آتی ہے۔

اب ہم مرزا قادیانی کا تعارف کراتے ہیں، ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھیں گے بلکہ جو بھی پیش کریں گے وہ مرزا قادیانی، اس کے بیٹوں، خلیفوں اور مریدین کی تحریروں کو پیش کریں گے۔ یہ سب پڑھنے کے بعد فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ مرزا قادیانی کیا تھا؟ مرد تھا یا عورت؟ آدم زاد تھا یا کچھ اور؟ مجدد تھا؟ مثیل مسیح تھا، مسیح موعود تھا؟ محدث تھا؟ مجازی نبی تھا، حقیقی نبی تھا؟ ظلی بروزی نبی تھا؟ یا صاحب شریعت نبی تھا؟ ابن مریم تھا؟ یا خود مریم تھا؟ مغل برلاس تھا؟ فارسی النسل تھا؟ یا معجون مرکب تھا؟ آپ مرزا قادیانی کی شخصیت کے بارے میں جتنا زیادہ پڑھیں گے اس کی شخصیت اتنی ہی الجھتی چلی جائے گی، آیئے مرزا کی کہانی خود اس کی زبانی سنتے ہیں:

مرزا قادیانی کا نام کیا تھا؟
مرزا غلام احمد قادیانی صرف ”احمد“؟

مرزا قادیانی نے اپنا پورا نام ”غلام احمد قادیانی“ بتایا ہے اور اس نام سے اپنا مسیح ہونا ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے، چنانچہ لکھا:

”مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے، غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ۱۳۰۰ ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن: ۳، صفحات: ۱۸۹ تا ۱۹۰)

یہاں ہمارا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا اور اسی کے عدد نکال کر اپنے مسیح ہونے کی دلیل بنانے کی کوشش کی، ورنہ اس عبارت میں مرزا نے اور بھی جھوٹ بولے ہیں ان پر تبصرہ سے سردست ہم صرف نظر کرتے ہیں۔

تقریباً یہی بات کہ میرا نام غلام احمد قادیانی ہے اور اس کے عدد تیرہ سو نکلتے ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر میں بطور مجدد آیا ہوں، مرزا نے اپنی ایک اور کتاب (تریاق القلوب، روحانی خزائن: ۱۵، ص: ۱۵۷، ۱۵۸) پر بھی لکھی ہے۔ نیز مرزا قادیانی کی ہر کتاب پر اس کا نام بطور مصنف مرزا غلام احمد قادیانی لکھا ہے، مرزا نے اپنی پوری زندگی جو اشتہار بازی کی ان اشتہاروں کے آخر میں بھی اس نے اپنا نام خاکسار غلام احمد از قادیان یا مرزا غلام احمد از قادیان وغیرہ ہی لکھا ہے۔

مرزا کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

”حقیقت یہ ہے جسے ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی... ناقل) کا نام مرزا غلام احمد تھا اور پھر اس نے پوری ۱۴ دلیلیں پیش کی ہیں کہ میرے باپ کا نام مرزا غلام احمد تھا۔“

(سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص: ۴۲ نیا ایڈیشن)

آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہ تو سب کو پتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد قادیانی تھا، پھر اس بات پر اتنے حوالے دینے کی کیا ضرورت؟ تو دوستو! یہ سب حوالے اس لئے پیش کئے گئے کہ کچھ دھوکے بازوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد کا نام صرف ”احمد“ تھا اور یہاں تک تحریف کر ڈالی کہ سورۂ صف میں جہاں یہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک نبی کی بشارت دی تھی جن کا نام ”احمد“ بتایا ”ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“ اس آیت میں اس احمد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جی ہاں یہ بات لکھنے والا کوئی اور نہیں بلکہ مرزا کا اپنا بیٹا اور دوسرا مرزائی (نام نہاد) خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود ہے۔ اس نے اپنے دوسرے بھائی (جس کا ذکر اوپر ہوا) کے برعکس یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کے باپ کا نام غلام احمد قادیانی نہیں بلکہ صرف احمد تھا (دیکھیں: انوار خلافت، انوار العلوم، ج: ۳، ص: ۹۷ تا ۹۹) نیز اس نے یہ لکھا ہے کہ سورۂ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن ”احمد“ نامی رسول کی بشارت دی تھی، اس سے مراد اس کا باپ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

(انوار خلافت، انوار العلوم، ج: ۳، ص: ۸۳ مابعد)

تو آپ نے دیکھا کہ کس طرح مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح اور مجدد ثابت کرنے کے لئے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا اور پھر اس کے عدد نکال کر اپنی طرف سے اپنے مسیح ہونے کی ایک دلیل پیش کی اور اس کا بیٹا کس طرح اپنے باپ کی پیش کردہ اس دلیل کو غلط ثابت کرنے کے لئے زور لگا رہا ہے اور اس کے نام سے ”غلام“ اور ”قادیانی“ کے الفاظ ہٹا کر اس کا نام صرف ”احمد“ بتا رہا ہے، اگر غلام اور قادیانی ہٹا دیا جائے تو مرزا کے نام کے عدد تیرہ سو تو کبھی نہیں پورے ہو سکتے، اس طرح بیٹے نے اپنے باپ کی دلیل کا خود ہی ستیاناس کر دیا۔ شاید ایسے ہی موقعوں کے لئے کسی نے کہا تھا:

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

یہاں ایک اور بات بھی سمجھ لیں کہ جماعت مرزائیہ اپنے آپ کو جو جماعت احمدیہ پکارتی ہے اور مرزا قادیانی کے پیروکار اپنے آپ کو احمدی اور

مسلمانوں کو غیر احمدی کے لفظ سے یاد کرتے ہیں، یہ بھی ان کا ایک دجل وفریب ہے، کیونکہ مسلمان تو پہلے ہی محمدی اور احمدی ہیں کیونکہ یہ دونوں نام تو ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جبکہ مرزا قادیانی کا نام احمد ہرگز نہیں، اس لئے اس کی جماعت کو احمدی کہلانے کا کوئی حق نہیں، ہاں غلام احمدی، یا غلمدی یا مرزائی یا قادیانی وغیرہ کہلائیں تو یہ ان کا حق بنتا ہے، لہٰذا جو مسلمان جماعت مرزائیہ کو دانستہ یا نادانستہ احمدی کہتے ہیں انہیں احتیاط برتنی چاہئے اور یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ آپ حضرت محمد واحمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں لیکن پھر بھی آپ کو مرزائی غیر احمدی کہتے ہیں، یعنی مرزائی عقیدے کے مطابق احمدی وہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے اور جو مرزا قادیانی کو نبی نہ مانے وہ حضرت محمد واحمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو وہ ان کے نزدیک احمدی نہیں، اس طرح انہوں نے ''احمد'' مرزا قادیانی کا نام رکھا ہے، لہٰذا مرزائی کو احمدی کہنا دراصل مرزا قادیانی کو احمد ماننا ہے، اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔

مرزا قادیانی کا سن پیدائش، جماعت مرزائیہ کے لئے ایک مصیبت:

مرزا قادیانی نے اپنی پیدائش کا سال بتاتے ہوئے لکھا: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔'' (کتاب البریہ، روحانی خزائن:۱۳،ص:۱۷۷حاشیہ)

اسی کتاب میں مرزا قادیانی نے اپنے والد کی وفات کا ذکر یوں کیا:

''میری عمر چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔'' (کتاب البریہ، روحانی خزائن:۱۳،ص:۱۹۲)

اور مرزا نے خود ایک جگہ لکھا ہے کہ اس کے والد حکیم غلام مرتضیٰ کی وفات مورخہ ۲۰؍اگست ۱۸۷۴ء کو ہوئی (نزول المسیح، روحانی خزائن:۱۸، ص:۵۸۵) لہٰذا اگر اگست ۱۸۷۵ء میں مرزا کی عمر ۳۴ یا ۳۵ برس تھی تو اس کی پیدائش کا سال ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہی بنتا ہے۔

پہلی تحریر میں مرزا قادیانی نے تقریباً وغیرہ کے الفاظ نہیں لکھے اور نہ یہ لکھا ہے کہ میں یہ بات اندازاً لکھ رہا ہوں، اس نے اپنی تاریخ پیدائش کو احتیاطاً دو سالوں میں محدود رکھا ہے، کیونکہ اس وقت تاریخ پیدائش پوری یقین سے محفوظ رکھنے کا رواج نہ تھا اور جو انداز مرزا نے اختیار کیا، یہ انداز اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب بات کرنے والا محتاط ہو کر کوئی بات بتا رہا ہو، پھر آگے مرزا نے اپنی عمر کا وہ حصہ بھی ذکر کیا ہے جب بچہ اپنے لڑکپن میں داخل ہوتا ہے اس عمر میں چار پانچ سال کم یا زیادہ ہونے کا شبہ یا احتمال باقی نہیں رہتا، چار پانچ ماہ کا فرق اور بات ہے لیکن چار پانچ سال ایک بڑی مدت ہے جس میں اس وقت مغالطے کی گنجائش نہیں رہتی جب کوئی جوانی میں قدم رکھ رہا ہو، مرزا قادیانی نے اپنا سال پیدائش جو بتایا اس کی تاکید میں یہ بھی لکھا کہ ۱۸۵۷ء میں اس کی عمر سولہ یا سترہ سال تھی، جس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہی ہوئی تھی اور سولہ سترہ سال کی عمر میں مرزا کو ہرگز یہ مغالطہ نہ تھا کہ اس کی عمر سولہ سال ہے یا اکیس سال، اسے یہ بھی یاد ہے کہ ۱۸۵۷ء میں اس کی داڑھی وغیرہ نہیں نکلی تھی اور دوسری تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسے یہ بھی یاد تھا کہ جب ۱۸۷۵ء میں اس کے والد کی وفات ہوئی تو اس کی عمر چونتیس یا پینتیس برس تھی۔

تاریخ ۵؍نومبر ۱۹۰۵ء بمقام لدھیانہ مرزا قادیانی نے (بقول جماعت مرزائیہ) ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا، اس کے اندر اپنی عمر اس طرح بتائی: ''میری عمر ۶۷ سال کی ہے۔'' (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن:۲۰، ص:۲۹۳)

مورخہ ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء کو مرزا قادیانی کے پاس اس وقت کا مشیر اعلیٰ آیا اور اس نے مرزا قادیانی کے ساتھ مختلف امور پر بات چیت کی، دوران گفتگو مشیر اعلیٰ نے سوال کیا: جناب کی عمر کیا ہوگی؟ مرزا نے جواب دیا: ۶۵ یا ۶۶ سال۔ (ملفوظات، جلد:۳،ص:۵۲۸، طبع جدید پانچ جلدوں والا ایڈیشن)

اگر جنوری ۱۹۰۵ء میں مرزا قادیانی کی عمر ۶۵ یا ۶۶ سال تھی تو پیدائش کا سال ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہی نکلتا ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک خادم اور مرید جس کا نام مرزا خدا بخش قادیانی تھا، اس نے ایک کتاب لکھی ''عسل مصفیٰ'' جو مرزا کی زندگی میں ۱۹۰۱ء میں لاہور سے چھپی، اس میں مرزا کی پیدائش کا سال یوں درج ہے:

''حضرت مرزا..... کی ولادت... سکھوں کے آخری وقت یعنی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔'' (عسل مصفیٰ، ص:۵۷۵)

مورخہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۰۶ء کے مرزائی اخبار ''بدر قادیان ص:۵'' پر یوں لکھا ہے: ''مرزا... کا جنم ۱۸۳۹ء۔۴۰ء میں ہوا تھا۔''

مورخہ ۱۶؍مئی ۱۹۰۱ء کو مرزا قادیانی نے گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمے کے سلسلے میں اپنا بیان دیا، جس میں اس نے یوں کہا:

"اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا، میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔" (الحکم قادیان، ۳۱ جولائی ۱۹۰۱ء ص:۷، اور کتاب منظور الٰہی ص:۲۴۱)

اگر مرزا کی عمر ۱۹۰۱ء میں ساٹھ سال کے قریب تھی تو سال پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہی بنتا ہے اور ۱۹۰۸ء میں مرزا کی عمر ۶۹ سال کی ہوگی۔

جنوری ۱۹۰۸ء میں یعنی مرزا کی موت سے پانچ ماہ قبل قادیانی اخبار "الحکم" نے یوں لکھا: آپ کی ولادت ۱۲۵۵ ہجری کو ہوئی ہے۔"

(الحکم ۶ جنوری ۱۹۰۸ء، ص:۶)

اگر ۱۲۵۵ھ کا عیسوی سال نکالا جائے تو وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہی بنتا ہے، نیز مرزا قادیانی نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بمطابق ۱۳۲۶ھ اس جہان سے کوچ کیا، اگر ہجری تاریخ کے حساب سے اس کی پیدائش ۱۲۵۵ھ میں ہوئی ہو اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی ہو تو کل عمر ۷۰ سال سے زیادہ نہیں بنتی۔

آپ پھر سوچ رہے ہوں گے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش کے بارے میں اتنے حوالے دینے کی کیا ضرورت ہے؟ آخر کون سی مصیبت نازل ہوگئی کہ مرزا قادیانی کے پیدائش کے سال کو اتنی اہمیت دی جارہی ہے؟ تو آئیے آپ کو اس کی بھی وجہ بتاتے ہیں، دراصل ہوا یوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور (بقول مرزا بمرض ہیضہ) وفات پاگیا، اب مرزا کے پیروکاروں کو ایک بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ کہ مرزا قادیانی جسے پیشگوئیاں کرنے کی عادت تھی، اس نے اپنی عمر کے متعلق اس طرح کی پیشگوئیاں کر رکھی تھیں:

"خدانے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دوتین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن: ۱۷، ص:۴۳)

ایک جگہ یوں لکھا:

"بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔"

(نشان آسمانی، روحانی خزائن: ۴، ص: ۳۷۴)

اور یہ بھی لکھا:

"خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵، روحانی خزائن: ۲۱، ص:۲۵۸)

اور آخر کار اپنے ان تمام (خود ساختہ) الہامات کی وضاحت اور تشریح یوں کی:

"اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسی برس سے بھی کچھ زیادہ عمر ہوسکتی ہے اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر (۷۴) اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵، روحانی خزائن: ۲۱، ص:۲۵۹)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پرکیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آردخرما	جوہر آہن
مصطگی	جاوتری	تج	مغز حولہ	سنگھاڑہ	کشتہ چاندی
مروارید	دارچینی	اکر	الائچی خورد	پنج کا کنج	تخم وزر
ورق طلاء	لونگ	مائی	الائچی کلاں	پنج مغز بیج	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	بیج موسلے	زنجبیل	بالچھڑ	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	بیج کونچ	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

معجون تسکین دل
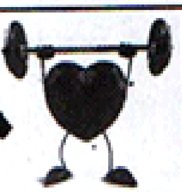
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	[illegible]
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	[illegible]	مغز تربوز
گل [illegible]	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستار پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

فتاویٰ ختمِ نبوت

۳ جلدیں

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی

021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی

021-32780337, 021-34234476